حقانیت امام حسین رضی اللہ عنہ

اور

حدیث قسطنطنیہ

نام کتاب : حقانیت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حدیث قسطنطنیہ کی تحقیق

تالیف : مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری دامت برکاتہم نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

طبع اول : ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

تعداد اشاعت : تین ہزار (3000)

قیمت : 25 روپے

ناشر : ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر حیدرآباد، دکن

کمپوزنگ : ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر حیدرآباد، دکن

مطبع و تقسیم کار : مکتبہ جام نور، مٹیا محل جامع مسجد دہلی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی خلیل احمد دامت برکاتہم

شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ الطیبین واصحابہ الاکرمین اجمعین اما بعد

اسلام میں خلافت راشدہ کے بعد ملوکیت کا آغاز ہو گیا، اس سلسلہ میں بعض لوگ یزید پلید کو بھی خلفاء میں شمار کرنے کی کوشش کیے ہیں اور اس کیلئے امیر المؤمنین کا لقب بھی تحریر کئے ہیں جبکہ ابتداء سے اہل سنت وجماعت اس سے ناراض ہیں اور اس کے اعمال قبیحہ کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں، اس کے ساتھ یزید کے چاہنے والے اس قدر غلو کیے ہیں کہ اس کے لئے مدینۂ قیصر کے معرکہ سے متعلق جو روایت

آئی ہے اس کے ذریعہ یزید کو بخشش و مغفرت یافتہ اور جنتی بتلاتے گئے ہیں۔

عزیزم مولوی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی مازال علمہ بعز ایدہ، نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ نے اس کی مکمل تحقیق کتب احادیث اور کتب تاریخ و سیرت سے کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ یزید اس بشارت میں شامل نہیں ہے، یہ کتاب سنی مسلمانوں کیلئے مفید اور ایمان افروز ہے دعا ہے کہ اللہ تعالی اس کتاب کو ہدایت کا ذریعہ بنائے، آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ الطیبین واصحابہ الاکرمین وسلم

شرح دستخط

مفتی خلیل احمد

۲۳ رصفر المظفر ۱۴۲۹ھ

شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ

م ۲؍مارچ ۲۰۰۸ء

سخن ہائے گفتنی

زیر نظر کتاب ''حقانیت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حدیث قسطنطنیہ کی تحقیق'' تین ابواب پر مشتمل ہے، باب اول فضائل سے متعلق ہے، اس باب میں قرآن کریم واحادیث شریفہ کے حوالے سے اہل بیت اطہار بالخصوص امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب مختصر طور پر بیان کئے گئے، امام عالی مقام کی حقانیت وصداقت کو واضح کیا گیا اور کتاب وسنت کی روشنی میں بتلایا گیا کہ اہل بیت اطہار ظاہر وباطن کی پاکیزگی سے متصف ہیں، ان سے محبت ومودت ایمان کیلئے شرط ہے، اور ان سے بغض وعداوت، اللہ تعالی اور اسکے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم سے بغض وعداوت رکھنے کے مترادف ہے۔

بعض حلقوں میں یزید کو ''امیر المومنین'' اور ''رضی اللہ عنہ'' کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے، نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یزید قسطنطنیہ کے پہلے معرکہ میں شریک تھا لہذا وہ حدیث میں مذکور بشارت کا مستحق اور مغفرت یافتہ ہے۔

اس لئے باب دوم میں یزید کی مذمت میں وارد احادیث وآثار اور تاریخی روایات بیان کی گئیں اور اس کو رضی اللہ عنہ اور امیر المومنین کہنے کا شرعی حکم بتایا گیا۔

اور باب سوم میں اس بات کا تفصیلی طور پر علمی وتحقیقی جائزہ لیا گیا کہ یزید قسطنطنیہ کے کونسے معرکہ میں، کس سنہ میں شریک رہا، مستند کتب تاریخ ومعتبر کتب رجال کی روشنی میں بحث کی گئی کہ حدیث شریف میں "مدینۃ قیصر" کے جو الفاظ وارد ہیں اس کی مراد ومصداق کیا ہے چنانچہ بعض شارحین کے قول کے مطابق اس سے مراد روم کا شہر حمص ہے اور یہ شہر بخلافت فاروقی ۱۵ھ میں فتح ہوا جب کہ یزید پیدا بھی نہیں ہوا تھا، دیگر شارحین کے بقول اگر اس سے قسطنطنیہ ہی مراد لیا جائے تو چونکہ یزید پہلے لشکر میں شریک نہیں تھا اس لئے حدیث شریف میں وارد مغفرت وبشارت کا وہ مستحق نہیں۔

صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابوداود، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مستدرک علی الصحیحین، مسند احمد، مسند ابویعلی، مسند دیلمی، معجم کبیر للطبرانی، معجم اوسط للطبرانی، مسند الشامیین للطبرانی، مصنف ابن ابی شیبہ، شعب الایمان، دلائل النبوۃ للبیہقی، الفتح

الکبیر للسیوطی، شرح السنہ، المطالب العالیہ، کنز العمال، مشکوٰۃ المصابیح، زجاجۃ المصابیح، عمدۃ القاری، فتح الباری، مرقاۃ المفاتیح، اسد الغابہ، تہذیب التہذیب، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، طبقات ابن سعد، معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، تاریخ کامل، البدایہ والنہایہ، تاریخ طبری، تاریخ الخلفاء، الصواعق المحرقہ، نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار وغیرہ کتب حدیث، کتب تاریخ وکتب رجال کے حوالے سے متعلقہ موضوع پر علمی بحث ہدیۂ قارئین کی جارہی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم اور آپ کی آل پاک واصحاب کرام کے وسیلہ سے ہماری خامیوں اور کوتاہیوں کو درگزر فرمائے اس حقیر کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے اور ہم سب کو صراط مستقیم پر قائم ودائم رکھے۔

آمین بجاہ سیدنا طہ ویٰس صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ اجمعین۔

سید ضیاء الدین نقشبندی قادری غفرلہ

نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ

إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا ترجمہ: یقینا اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے (سورۃ الاحزاب ـ ۳۳)

باب اول

اہل بیت اطہار کی محبت و فضیلت

اور

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی حقانیت کا بیان

الحمد لله رب العالمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الاکرمین الافضلین ومن احبہم ولیعہم باحسان اجمعین الی یوم الدین

باب اول

اہل بیت اطہار کی محبت وفضیلت اور امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی حقانیت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اہلبیت کرام سے محبت کا حکم فرمایا ہے: قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی. ترجمہ: اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیجئے! میں تم سے اس پر کچھ اجر نہیں چاہتا ہوں بجز قرابت داروں کی محبت کے (سورہ شوریٰ:۲۳)۔

اور حدیث شریف میں ہے ادبوا اولادکم علی ثلاث خصال حب نبیکم وحب اھل بیتہ وتلاوۃ القران ترجمہ: تم اپنی اولاد کو

تین باتوں پر تربیت کرو اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، آپ کے اہلبیت اطہار کی محبت اور تلاوت قرآن [الفتح الکبیر للامام السیوطی، ج ۱،ص ۵۹ (۴۸۷)]۔

ارشاد خداوندی ہے: انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا ترجمہ: یقیناً اللہ تعالی تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے او رتمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے (سورۃ الاحزاب۔۳۳) اس آیت قرآنی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالی نے اہل بیت کو ہر قسم کی فکری واعتقادی، عملی، اخلاقی، ظاہری وباطنی نجاستوں سے پاک وصاف طیب وطاہر کیا، اس کے شان نزول کے متعلق ام المومنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: عن ام سلمۃ قالت فی بیتی نزلت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت قالت فارسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی فاطمۃ وعلی والحسن والحسین فقال ھولاء اھل بیتی قالت قلت یا رسول اللہ

اما انا من اهل البیت؟ قال بلی ان شاء الله رواہ البغوی

ترجمہ: ام المومنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا یوں فرماتی ہیں جس وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرہ میں رونق افروز تھے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والو! بیشک اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ ہر گندگی کو تم سے دور رکھے اور تمہیں مکمل پاکیزگی عطا فرمائے۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یاد فرمایا، پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اہل بیت سے نہیں ہوں؟ سرکار نے فرمایا کیوں نہیں! تم بھی اہل بیت سے ہو۔ (زجاجۃ المصابیح ج ۵ ص ۳۱۶)

جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے (حدیث نمبر ۳۷۲۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمہ واحبونی لحب اللہ واحبوا اھل بیتی لحبی۔ ترجمہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ سے محبت کیا کرو کیونکہ وہ تمہیں نعمتوں سے سرفراز فرماتا ہے اور اللہ کی محبت کی خاطر مجھ سے محبت کیا کرو اور میری محبت کی خاطر میرے اہل بیت سے محبت کیا کرو۔

(جامع ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۱۹ باب مناقب اھل البیت۔ مشکوۃ المصابیح ج ۲ ص ۵۷۳۔ زجاجۃ المصابیح ج ۵ ص ۳۱۴، ۳۱۵)

اللہ تعالی کے لطف واحسان وفضل واحسان کا تقاضہ یہ ہے کہ اس منعم حقیقی سے محبت کی جائے اور اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لئے سرکار سے محبت کی جائے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے حصول کیلئے اہل بیت اطہار سے محبت کی جائے۔

گویا کہ حضرات اہل بیت کرام کی محبت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حصول محبت کیلئے زینہ ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زینہ ہے اللہ کی محبت کے حصول کیلئے۔ جو کوئی انسان قرب الہی کا متمنی ہو اور

بارگاہِ یزدی میں باریابی چاہتا ہو تو اس کے لئے راستہ یہی ہے کہ وہ حضرت اہلِ بیت کرام سے محبت کرے جس کے نتیجہ میں اسے قربِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ملے گا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے اسے پھر بارگاہ رب العزت کا قرب نصیب ہوگا۔

سنن ابن ماجہ شریف و جامع ترمذی شریف کی روایت ہے

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبکم للہ ولرسولہ (جامع ترمذی شریف باب مناقب العباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۱۷ حدیث نمبر ۳۶۹۱) وفی روایۃ ابن ماجۃ حتی یحبھم للہ ولقرابتھم منی (سنن ابن ماجہ ص ۱۳ حدیث نمبر ۱۴۷ فضل العباس رضی اللہ عنہ) ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کسی شخص کے دل میں ایمان داخل ہی نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ تم (اہل بیت) سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی خاطر محبت نہ کرے۔

سنن ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں جب تک کہ وہ ان (اہل بیت)

سے اللہ کی خاطر اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے۔

ایمان تمام عبادات واحکام کے لئے شرط کا درجہ رکھتا ہے اور اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کے لئے محبت اہل بیت شرط ہے۔

محبت کا معیار

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت کرنیکا حکم فرمایا اور معیار محبت بھی بتلا دیا حبک الشیء یعمی ویصم (سنن ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۶۹۹) محبت انسان کو اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے یعنی محب اپنے محبوب کے اندر نہ کوئی عیب دیکھ سکتا ہے اور نہ اس کے متعلق کوئی عیب سن سکتا ہے۔

معیار محبت یہ ہے کہ محبوب کے اندر عیب ہو تب بھی عیب دکھائی نہ دے اور اللہ سبحانہ وتعالی اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جن نفوس قدسیہ سے محبت، عظمت وعقیدت کا حکم فرمایا ان ذوات قدسیہ کی پاکیزگی وطہارت کا اعلان بھی خود ہی فرمایا ہے اور ان سے ہر طرح

ہے کہ رجس وعیب کی نفی فرمائی ہے۔

مگر کوئی اس عدالت خداوندی کے بعد بھی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کوئی نامناسب چیز منسوب کرتا ہے یا انکے پاکیزہ کردار پر انگلی اٹھاتا ہے اور ان پر دنیا داری کا الزام لگاتا ہے۔ تو وہ ان پر اعتراض نہیں کر رہا ہے بلکہ آیت قرآنی پر معترض ہو رہا ہے اور ساتھ ہی اصول محبت کی خلاف ورزی کر کے دائرہ محبت سے نکل جاتا ہے۔

حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کرام سے جہاں محبت کرنے کا حکم فرمایا وہیں محبان اہل بیت کرام کیلئے مژدہ جنت و نوید شفاعت عطا فرمایا شفاعتی لامتی من احب اهل بیتی وهم شیعتی (کنز العمال ج ۱۳ ص ۸۶) میری شفاعت میری امت کے ان خوش نصیبوں کیلئے ہے جو میرے اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں۔

(دیلمی، کنز العمال ج ۱۳ ص ۸۶) میں حدیث پاک ہے

اربعة انا لهم شفیع یوم القیامة المکرم لذریتی والقاضی لهم حوائجهم، والساعی لهم فی امورهم عند ما اضطروا الیه، والمحب لهم بقلبه ولسانه ترجمہ: چار خوش نصیب ایسے ہیں

میں قیامت کے دن ان کی شفاعت کروں گا (۱) میرے اہل بیت کی تعظیم وتکریم کرنے والا (۲) ان کے لئے ان کی ضرورت کی چیزیں پیش کرنے والا (۳) ضرورت کے وقت ان کے امور کا بندوبست کرنے والا (۴) دل وزبان سے ان کی محبت رکھنے والا۔

زجاجۃ المصابیح ج ۵ ص ۳۱۵ میں مسند امام احمد کی روایت ہے عن ابی ذر انہ قال وھو آخذ بباب الکعبۃ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک رواہ احمد سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جبکہ وہ باب کعبہ کو تھامے ہوئے تھے میں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا آگاہ رہو! بیشک میرے اہل بیت کرام کی مثال تم میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے مانند ہے جو اس میں سوار ہوا وہ نجات پالیا اور جو اس سے پیچھے رہا ہلاک ہوگیا۔ (مشکوۃ المصابیح ج ۲ ص ۵۷۳ زجاجۃ المصابیح ج ۵ ص ۳۱۵)

محبت اہل بیت و صحابہ شعار اہل سنت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اہل بیت کرام رضی اللہ
عنہم کو سفینۂ نجات اور صراط حق کا ذریعہ قرار دیا اور حضرت صحابہ کرام رضی
اللہ عنہم کو ہدایت کے درخشاں ستارے قرار دیا ارشاد فرمایا اصحابی
کالنجوم فبایہم اقتدیتم اهتدیتم ۔ ترجمہ میرے صحابہ ہدایت کے
درخشاں ستارے ہیں تم ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت
پالو گے ۔ (مشکوٰۃ مصابیح ص ۵۵۴، زجاجۃ المصابیح ج ۵ ص ۳۳۴)

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت ملا علی قاری رحمہ
اللہ الباری امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ کے حوالے سے رقمطراز ہیں نحن
معاشر اهل السنة بحمد الله ركبنا سفينة محبة اهل البيت
واهتدينا بنجم هدى اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
فنرجوا النجاة من اهوال القيامة و دركات الجحيم
والهداية الى ما يوجب درجات الجنان والنعيم
المقيم (حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۵ ص ۳۱۵ باب مناقب اہل بیت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۶۱۰) ترجمہ الحمد للہ ہم اہل

حضرات وجہ محبت اللہ کے فضل و کرم سے اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کی کشتی میں سوار ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہدایت کے ستاروں سے رہبری پا رہے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت کی ہولناکیوں سے اور جہنم کے طبقات سے نجات عطا فرمائے گا، ہمیشہ رہنے والی اور نعمتوں والی جنت کے اونچے مقامات پر پہنچائیگا۔

حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت محبت اہل بیت پر خطبہ

صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے عن زید بن ارقم قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما فینا خطیبا بماء یدعی خما بین مکۃ والمدینۃ فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما بعد الا ایہا الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال اہل بیتی اُذکرکم اللہ فی اہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی

حضرت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ

فرماتے ہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مقام غدیر خم میں

خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے جلوہ گر ہوئے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے

درمیان ہے۔

پس آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لایا تعریف بیان کی اور وعظ

فرمایا نصیحتیں فرمائیں اور آخرت کی یاد دلائی پھر ارشاد فرمایا اما بعد اے

لوگو! یقیناً میں جامہ بشری میں جلوہ گر ہوا ہوں عنقریب میرے رب کا

قاصد میری بارگاہ میں حاضر ہوگا اور میں اس کی دعوت کو قبول کروں گا۔

اور میں تم میں دو عظیم ترین نعمتیں چھوڑے جا رہا ہوں ان میں سے ایک

کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور نور ہے پس تم اللہ کی کتاب کو تھام لو

اور مضبوطی سے پکڑے رہو۔ آپ نے بعد قرآن کریم کے بارے میں تلقین

فرمائی اور اس کی طرف ترغیب دلائی پھر ارشاد فرمایا (دوسری نعمت) اہل

بیت کرام ہے۔ میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں میرے اہل بیت کے

بارے میں۔ میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں میرے اہل بیت کے بارے

میں (مسلم شریف ج ۲ ص ۲۷۹ حدیث نمبر ۴۴۲۵ مشکوٰۃ المصابیح ص ۶۸

(زجاجۃ المصابیح ج۵ ص ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹)

اذکرکم اللہ "میرے اہل بیت کرام کے بارے میں میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں" یہ اس لئے فرمایا کہ اہل بیت کرام سے محبت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے اور آپ سے محبت اللہ کے لئے ہے لہٰذا اہل بیت کرام کی محبت اللہ تک پہنچانے والی ہے تو ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کہ کہیں تمہاری زبان سے ان کے خلاف کوئی نامناسب لفظ نہ نکلے۔ اس حدیث شریف کی شرح میں حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری فرماتے ہیں کرر الجملۃ لافادۃ المبالغۃ ولا یبعد ان یکون اراد باحدھما آلہ وبالاخری ازواجہ لما سبق من ان اھل البیت یطلق علیھما (مرقاۃ المفاتیح ج۵ ص ۵۹۳) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذکرکم دو مرتبہ فرمایا اس میں حکمت یہ ہے کہ پہلی مرتبہ جو فرمایا اس سے مراد آل پاک رضی اللہ عنہم ہیں اور دوسرے سے مراد امہات المومنین رضی اللہ عنہن ہیں۔

صحابہ کی اذیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت کا باعث

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق تاکیدی حکم فرمایا کہ ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہیں اور اس کے ساتھ ساتھ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بھی تاکیدی امر فرمایا جیسا کہ جامع ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۲۵ ابواب المناقب میں ارشاد نبوی ہے (حدیث نمبر ۳۷۹۷) عن عبداللہ بن مغفل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی لاتتخذوھم غرضا بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن آذاھم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ ومن آذی اللہ یوشک ان یاخذہ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ سے ڈرتے رہو، میرے بعد انہیں ہدف ملامت نہ بناؤ، پس جس کسی نے ان سے محبت کی تو بالیقین اس نے میری محبت کی خاطر ان سے محبت کی ہے اور جس کسی نے ان سے بغض

رکھا تو اس نے مجھ سے بغض کی بنا پر ان سے بغض رکھا ہے اور جس کسی نے ان کو اذیت پہونچائی یقیناً اس نے مجھ کو اذیت دی ہے اور جس نے مجھ کو اذیت دی یقیناً اس نے اللہ کو اذیت دی ہے اور جس نے اللہ کو اذیت دی قریب ہے کہ اللہ اس کی گرفت فرمائے۔

قرآن و اہل بیت سے وابستگی ہدایت کی ضمانت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کرام سے تعلق و وابستگی کو باعث نجات اور گمراہی و ضلالت سے حفاظت کا ذریعہ قرار دیا جو ان حضرات سے وابستہ ہوتا ہے وہ کبھی گمراہ نہیں ہوتا تو غور کرنا چاہئے کہ وہ نفوس قدسیہ سے بے راہ روی و ذہنی کجی کا شکار ہو سکتے ہیں۔

العیاذ باللہ

چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر جہاں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری دنیا کو پیغام امن وسلامتی دیا اور اتمام دین کا اعلان فرمایا وہیں قرآن کریم اور حضرات اہل بیت کرام سے وابستگی کا حکم فرمایا جن سے تعلق غلامی ابدی سعادتوں کا ذریعہ ہے اور بے دینی و بدمذہبی اور بد اعتقادی و گمراہی سے بچنے کیلئے مضبوط قلعہ ہے۔

سنن ترمذی و جامع ترمذی شریف کی روایت ہے عن جابر

قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجتہ یوم

عرفۃ وھو علی ناقتہ القصواء یخطب فسمعتہ یقول "یا ایھا

الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب

اللہ وعترتی اھل بیتی" ترجمہ حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان

فرماتے ہیں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع

پر عرفات میں دیکھا کہ آپ اپنی مبارک اونٹنی قصواء پر جلوہ گر ہیں اور

خطاب فرما رہے ہیں میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا "اے لوگو

! بیشک میں تم کو دو عظیم نعمتیں دے کر جا رہا ہوں جب تک تم انہیں تھامے

رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ کتاب خدا اور میری عترت اہل بیت ہیں

"۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۱۹۔ حدیث نمبر ۳۷۱۸)

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

ارشاد مبارک کے مطابق اہل بیت کرام گمراہی سے بچانے والے ہوئے

جن سے وابستہ ہونے والا گمراہ نہیں ہو سکتا تو کیا ان پاکباز و مقدس

ہستیوں کے متعلق غلط باتیں منسوب کر کے ان پر دنیا داری کا الزام لگانا یہ

انکے کے گھرکے افراد کو سیاسی لیڈر سمجھنا درست ہو سکتا ہے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مبارک میں گھر کی پاکیزگی کے متعلق فرمایا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا

ترجمہ یقیناً اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کر دے (سورۃ احزاب ۳۳) اور جس کے لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ نے دعا فرمائی اللھم ھؤلاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا ترجمہ "اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں تو ان سے رجس وگندگی کو دور فرما اور انہیں مکمل پاکیزگی عطا فرما" (ترمذی شریف، ج ۲ ص ۲۱۹ حدیث نمبر ۳۱۲۹)

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی حقانیت وصداقت

کچھ لوگ یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ حضرت سید الشہدا امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کا کربلا تشریف لے جانا اور آپ کی شہادت غلطی نعوذ باللہ سیاسی اور حصول اقتدار کیلئے لڑی جانے والی جنگ ہے؟

جبکہ نبیوں کے تاجدار احمد مختار حبیب پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے

امت کے افراد کو حضرت یزید کے وقت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تائید ونصرت کرنے کے لئے حکم فرما دیا، کیا کوئی صاحب علم یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حب منصب اور دنیا طلبی میں کسی کی مدد کرنے کے لئے فرمایا ہو؟ معاذ اللہ

جیسا کہ کنز العمال شریف ج ۱۳ ص ۱۱۰ میں حدیث پاک ہے (حدیث نمبر ۱۲۱ ۳۷) ان ابنی هذا یعنی الحسین ، یقتل بارض من (ارض) العراق یقال لها کربلاء ، فمن شهد ذلک منهم فلینصره (البغوی وابن السکن والباوردی وابن منده وابن عساکر عن انس بن الحارث بن منبه ترجمہ یقیناً میرا یہ بیٹا یعنی حسین رضی اللہ عنہ عراق کے ایک علاقہ میں شہید کیا جائے گا تو فرد امت میں سے جو اس وقت موجود ہو اسے چاہئے کہ ان کی نصرت وحمایت میں کھڑا ہو جائے۔

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو کس طرح دنیا کے ناپائیدار اقتدار کی طلب ہو سکتی ہے جبکہ آپ ہی کے گھرانے سے ساری خلقت کو زہد وورع، تقویٰ وپرہیزگاری اور قناعت کی دولت ملی ہے۔ سید الشہداء رضی اللہ

عنہ کو اس دنیائے فانی کی کس طرح طمع ہو سکتی ہے جبکہ آپ کے سامنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے موضع سوط فی الجنۃ خیر من الدنیا ومافیہا ترجمہ: ایک کوڑا برابر جنت کی جگہ دنیا اور اس کی ساری چیزوں سے بہتر ہے۔ (بخاری شریف باب ما جاء فی صفۃ الجنۃ حدیث نمبر ۳۲۵۰) جس جنت میں ایک چابک برابر جگہ دنیا وما فیہا سے بہتر ہے، آپ تو اسی جنت میں رہنے والے جوانوں کے سردار ہیں جیسا کہ جامع ترمذی شریف کی روایت ہے الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ ترجمہ: حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ (جامع ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۱۷، حدیث نمبر ۳۷۰۰)

اہل بیت کرام کی بے حرمتی موجب لعنت وہلاکت

امام بیہقی کی شعب الایمان میں حدیث شریف وارد ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ستۃ لعنتہم لعنہم اللہ وکل نبی مجاب والمستحل لحرم اللہ والمستحل من عترتی ما حرم اللہ ترجمہ: چھ افراد ایسے ہیں جن پر میری لعنت ہے اور اللہ تعالی کی لعنت ہے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے، اللہ تعالی کی

حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھنے والا اور میری آل پاک سے متعلق ان چیزوں کو حلال سمجھنے والا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے یعنی ان کی بے حرمتی و بے توقیری کرنے والا (بیہقی شعب الایمان احادیث نمبر ۳۸۸۵، مشکوۃ مصابیح، ج ۱، ص ۲۲) اس سے ظاہر ہے کہ اہل بیت کرام کی بے حرمتی موجب لعنت الٰہی ہے۔

جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے عن سلمی قالت دخلت علی ام سلمة وهی تبکی فقلت ما یبکیک قالت رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم تعنی فی المنام وعلی رأسه ولحیته التراب فقلت ما لک یا رسول الله قال شهدت قتل الحسین آنفا ترجمہ راوی حدیث کہتے ہیں کہ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ وہ رو رہی تھیں میں نے عرض کیا آپ کے رونے کا سبب کیا ہے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے خواب دیکھا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور اور ریش اقدس پر غبار ہے"

عرض کرنے پر فرمایا میں ابھی امام حسین کی جائے شہادت میں موجود تھا
(جامع ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۰۸ ، حدیث نمبر ۳۷۰۲) معرکہ کربلا
میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لے جانا امام حسین رضی اللہ عنہ
کی حقانیت وصداقت کی بین دلیل ہے۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا چہرے والا بھی حق ہے

محدث شہیر امام ابو القاسم طبرانی (مولود ۲۶۰ھ
متوفی ۳۶۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے معجم اوسط میں اپنی سند کے ساتھ حضرت
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، اور علامہ علی متقی
ہندی (متوفی ۹۷۵ھ) نے کنز العمال جلد ۱۳ ص ۱۰۳/۱۰۲ پر ابن
عساکر کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ امام طبرانی کی معجم اوسط حدیث نمبر
۲۲۳۹ سے حدیث شریف کا عربی متن ذکر کیا جارہا ہے۔ عن ابن
عباس قال صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة
العصر، فلما كان في الرابعة أقبل الحسن والحسين حتى
ركبا على ظهر رسول الله صلى الله عليه وسلم، فوضعهما
بين يديه وأقبل الحسن فحمل رسول الله صلى الله عليه

وسلم الحسن على عاتقه الأيمن والحسين على عاتقه
الأيسر ثم قال ايها الناس الا أخبركم بخير الناس جداً
وجدةً؟ الا اخبركم بخير الناس عماً وعمةً؟ الا اخبركم
بخير الناس خالاً وخالةً؟ الا اخبركم بخير الناس ابواً واماً؟
هما الحسن والحسين جدهما رسول الله صلى الله عليه
وسلم، وجدتهما خديجة بنت خويلد، وامهما فاطمة بنت
رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبوهما على بن ابى
طالب وعمهما جعفر بن ابى طالب وعمتهما ام هانى بنت
ابى طالب وخالهما القاسم ابن رسول الله وخالاتهما
زينب ورقية وام كلثوم بنات رسول الله صلى الله عليه
وسلم جدهما فى الجنة وأبوهما فى الجنة وجدتهما فى
الجنة وامهما وعمهما وعمتهما فى الجنة وخالاتهما فى
الجنة وخالهما فى الجنة هما فى الجنة واختهما فى الجنة

۔(معجم اوسط طبرانی ،حدیث نمبر ۶۶۳۹،اور کنز العمال ج ۱۳
ص ۱۰۳/۱۰۲)ملک مذکور حدیث شریف میں ومن احبهما فی الجنة

کے الفاظ بھی منقول ہیں۔

ترجمہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھی، جب آپ چوتھی

رکعت میں تھے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے یہاں تک کہ حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت انور پر سوار ہو گئے آپ نے ان کو اپنے

سامنے بٹھایا حضرت حسن رضی اللہ عنہ آگے بڑھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے دائیں شانہ اقدس پر اور حضرت

حسین رضی اللہ عنہ کو بائیں شانہ اقدس پر بٹھایا پھر ارشاد فرمایا اے لوگو!

کیا میں تمہیں بتلاؤں وہ کون ہیں جن کے نانا نانی سارے عالم سے بہتر

ہیں؟ کیا میں تمہیں بتلاؤں وہ کون ہیں جن کے چچا اور پھوپی سب کے

چچا اور پھوپی سے بہتر ہیں؟ کیا میں تمہیں بتلاؤں وہ کون ہیں جن کے

ماموں اور خالہ سب کے ماموں اور خالہ سے بہتر ہیں؟ کیا میں تمہیں

بتلاؤں وہ کون ہیں جن کے ماں باپ سب کے ماں باپ سے بہتر ہیں؟

سنو! وہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما ہیں، ان کے نانا جان اللہ کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور نانی جان خدیجہ بنت خویلد (رضی اللہ عنہا) ہیں،

ان کی والدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کے والد علی بن ابوطالب (رضی اللہ عنہ) ہیں، ان کے چچا جعفر بن ابوطالب (رضی اللہ عنہ) ہیں، ان کی پھوپھی ام ہانی بنت ابوطالب (رضی اللہ عنہا) ہیں، ان کے ماموں قاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کی خالائیں زینب (رضی اللہ عنہا) رقیہ (رضی اللہ عنہا) اور ام کلثوم (رضی اللہ عنہا) بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کے نانا جنت میں ہیں، ان کے والد جنت میں ہیں، ان کی نانی جنت میں ہیں ان کی والدہ جنت میں ہیں، ان کے چچا جنت میں ہیں، ان کی پھوپھی جنت میں ہیں، ان کی خالائیں جنت میں ہیں، ماموں جنت میں ہیں اور یہ دونوں بھی جنت میں ہیں۔ (معجم اوسط طبرانی حدیث نمبر ۶۴۶۲) اور جو بھی ان دونوں سے محبت رکھے وہ بھی جنتی ہے (کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۰۳/۱۰۴)

فضائل سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

ولادت باسعادت کی بشارت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی جان صاحبہ نے ایک فکر انگیز خواب دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیں تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی فرحت آفریں تعبیر بیان فرمائی اور امام عالی مقام کی ولادت کی بشارت دی جیسا کہ امام بیہقی کی دلائل النبوۃ میں مذکور ہے عن ام الفضل بنت الحارث انها دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله انى رايت حلما منكرا الليلة قال ما هو؟ قالت انه شديد قال وما هو؟ قالت رايت كان قطعة من جسدك قطعت ووضعت فى حجرى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم رايت خيرا تلد فاطمة ان شاء الله غلاما يكون فى حجرك فولدت فاطمة الحسين فكان فى حجرى كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فدخلت يوما على رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضعته فى

حجرہ لم كانت منى لقاتة هذا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم تهريقان الدموع، قالت فقلت يانبى الله بابى انت وامى مالك؟ قال اتانى جبريل عليه السلام فاخبرنى ان امتى ستقتل ابنى هذا فقلت هذا؟ قال نعم واتانى بتربة من تربته حمراء رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ

ترجمہ حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ قدس میں حاضر ہو کر عرض کیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آج رات ایک خوفناک خواب دیکھا ہے سرکار نے ارشاد فرمایا آپ نے کیا خواب دیکھی؟ عرض کرنے لگیں وہ بہت ہی فکر کا باعث ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا وہ کیا ہے؟ عرض کرنے لگیں میں نے دیکھا "گویا آپ کے جسد اطہر سے ایک ٹکڑا کاٹ دیا گیا اور میری گود میں رکھ دیا گیا"۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے، ان شاء اللہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو صاحبزادے تولد ہوں گے اور وہ آپ کی گود میں آئیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت امام حسین رضی اللہ

عنہ تولد ہوئے اور وہ میری گود میں آئے جیسے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی۔ پھر ایک روز میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو آپ کی خدمت بابرکت میں پیش کیا پھر اس کے بعد کیا دیکھتی ہوں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمان مقدس اشکبار ہیں۔ یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان! اشکباری کا سبب کیا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے میری خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا عنقریب میری امت کے کچھ لوگ میرے اس بیٹے کو شہید کریں گے۔ میں نے عرض کیا سرکار کیا وہ اس شہزادے کو شہید کریں گے؟ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں! اور جبرئیل امین علیہ السلام نے اس مقام کی سرخ مٹی میری خدمت میں پیش کی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی حدیث نمبر ۲۸۰۵، مشکوۃ المصابیح ج ۳ ص ۵۷۲، زجاجۃ المصابیح ج ۵ ص ۳۲۷، ۳۲۸ باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کی حدیث پاک میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت مبارک کی بھی بشارت ہے اس کے ساتھ ساتھ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیب دانی کی شان بھی آشکار ہے کہ آپ اللہ کی عطا سے ماں کے پیٹ میں کیا ہے جانتے ہیں سورۃ لقمان کی تیری آیت ویعلم ما فی الارحام (سورۃ لقمان ۔۳۴) میں جو کہ بچہ ماں سے مرد ذاتی علم ہے جو صرف اللہ علیم وخبیر کی صفت ہے چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطائے خداوندی سے نہ صرف ولادت مبارک کی بشارت دی بلکہ جنس کا تعین بھی فرمادیا ارشاد فرمایا "غلاماً" لڑکا تولد ہوگا وہ یہ بھی فرمادیا کہ وہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کی گود میں آئیگے۔

ولادت مبارک۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت کے پچاس دن بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شکم مادر مہربان میں جلوہ گر ہوئے آپ کی ولادت باسعادت روز سہ شنبہ ۵ شعبان المعظم ۴ھ مدینہ طیبہ میں ہوئی ولد لخمس لیال خلون من شعبان سنۃ اربع من الهجرۃ (معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم الاصبہانی، باب الحاء

امام حسین)

القاب مبارک امام عالی مقام سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور القاب مبارک ریحانۃ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سید شباب اہل الجنۃ، رشید، الطیب، الزکی، السید، المبارک، ہیں۔

اولاد امجاد آپ کو اللہ تعالیٰ نے چھ شہزادے اور تین شہزادیاں (۱) حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ (۲) حضرت علی اوسط (امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) (۳) حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ (۴) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (۵) حضرت محمد رضی اللہ عنہ (۶) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ (۱) حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا (۲) حضرت سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا (۳) حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں (نور الابصار فی مناقب اہل بیت النبی المختار ص ۱۵۳ العلامہ شبلنجی متوفی ۱۲۵۰ھ)

حسن و حسین جنتی نام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں دن آپ کا نام مبارک حسین رضی اللہ عنہ رکھا۔ عن علی رضی اللہ عنہ انہ سمی ابنہ الاکبر حمزۃ وسمی حسینا جعفرا باسم عمہ، فسماھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسنا و حسینا (معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر ۲۷۱۳)

حضرت سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے بڑے شہزادے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا نام مبارک حمزہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا نام ان کے چچا جعفر کے نام پر رکھا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام حسن و حسین رضی اللہ عنہما رکھا۔

حسن اور حسین یہ دونوں نام اہل جنت کے اسماء سے ہیں اور قبل اسلام عرب سے یہ دونوں نام مستور رہے۔ علامہ ابن حجر مکی ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے صواعق محرقہ ص ۱۱۵ میں روایت درج کی ہے واخرج ابن سعد عن عمران بن سلیمان قال الحسن والحسین اسمان من اسماء اہل الجنۃ ما سمت العرب بہما فی الجاہلیۃ

(الصواعق المحرقہ ص ۱۸۸،اسد الغابہ، تاریخ الخلفاء ص ۱۳۹)

جب حضرات حسنین کریمین کی جد ہما وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کی ولادت ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کے کان میں اذان کہی جیسا کہ روایت ہے عن ابی رافع رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذن فی اذن الحسن والحسین علیہما السلام حین ولدا۔ (معجم طبرانی حدیث نمبر ۹۲۱۔۲۵۱۵)

اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ فرمایا عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ علیہ وسلم عق عن الحسن والحسین کبشا کبشا سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقہ میں یک ایک دنبہ ذبح فرمایا۔ (ابوداؤد، کتاب الضحایا، ص ۳۹۲۔ سنن بیہقی حدیث نمبر ۱۹۰۰۰۔ طبرانی حدیث

نمبر۲۷۱۱۷۲_۲۵۰۴_۳۵۰۳)

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما جنت کی زینت

امام طبرانی کی معجم اوسط و کنز العمال میں روایت ہے

لما استقر اھل الجنۃ فی الجنۃ قالت الجنۃ یارب الیس وعدتنی ان تزینی برکنین من ارکانک قال الم ازینک بالحسن والحسین ، فماست الجنۃ میسا کما یمیس العروس ترجمہ جب جنتی حضرات جنت میں سکونت پذیر ہوجائیں گے تو جنت معروض کرے گی پروردگار! کیا تو نے وعدہ نہیں فرمایا کہ تو دو ارکان سے مجھے آراستہ فرمائیگا؟ تو رب العزت ارشاد فرمائیگا کیا میں نے تجھے حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے مزین نہیں کیا؟ یہ سن کر جنت دلہن کی طرح فخر و ناز کرنے لگے گی۔ (معجم اوسط طبرانی حدیث نمبر ۳۳۳۔ کنز العمال ج ۱۳ص ۱۰۲)

امام عالی مقام سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل و کمالات متعدد احادیث شریفہ سے ظاہر ہیں، آپ حضور اکرم سید الانبیاء سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب نواسہ ولخت جگر اور سرکار

دو عالم صلی اللہ علیہ کی حقیقی صاحبزادی سیدۃ نساء اہل الجنۃ سیدہ بتول زہراء رضی اللہ عنہا کے پارۂ دل ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی ذاتی نسبت اور کمال قربت کو ظاہر کرتے ہوئے بیان فرمایا حسین منی وانا من حسین حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں (ترمذی ج۲ ص ۲۱۸)

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی محبت محبوبیت خداوندی کی ضمانت

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے متعلق ارشاد فرمایا فقال ھذان ابنای وابنا ابنتی اللھم انی احبھما فاحبھما واحب من یحبھما ترجمہ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ تو ان دونوں سے محبت فرما اور جو ان سے محبت رکھے اسکو اپنا محبوب بنالے۔(جامع ترمذی شریف ج۲ ص ۲۱۷)

اللہ تعالیٰ کا محبوب بننا اعلیٰ مقام کی محبت سے نصیب ہوتا ہے حدیث شریف میں ہے احب اللہ من احب حسینا اللہ تعالیٰ

اس کو اپنا محبوب بنائے جس نے حسین رضی اللہ عنہ سے محبت رکھی۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۸)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی گود مبارک میں بٹھایا اور آپ کے لبوں کو بوسہ دے کر دعا فرمائی اللھم انی احبہ فاحبہ واحب من یحبہ (کہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو ان سے محبت رکھ اور جو ان سے محبت رکھے اس کو اپنا محبوب بنالے۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی خاطر خطبہ کو موقوف فرمادیا

جیسا کہ جامع ترمذی شریف سنن ابوداؤد شریف، سنن نسائی شریف میں حدیث مبارک ہے حدثنی عبد اللہ بن بریدۃ قال سمعت ابی بریدۃ یقول "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطبنا اذ جاء الحسن و الحسین علیہما قمیصان احمران یمشیان ویعثران فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر فحملھما و وضعھما بین یدیہ ثم قال

صدق الله "انما اموالکم و اولادکم فتنة" نظرت الی هذین الصبیین یمشیان و یعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثی و رفعتهما" ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا " حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سرخ دھاری دار قمیص مبارک زیب تن کئے لڑکھڑاتے ہوئے آرہے تھے تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے نیچے تشریف لائے امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما کو گود میں لے لیا پھر (منبر مقدس پر رونق افروز ہوکر) ارشاد فرمایا اللہ تعالٰی نے سچ فرمایا "تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک امتحان ہے" میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا سنبھل سنبھل کر چلتے ہوئے آرہے تھے لڑکھڑا رہے تھے مجھ سے صبر نہ ہو سکا یہاں تک کہ میں نے اپنے خطبہ کو موقوف کر کے انہیں اٹھا لیا ہے (جامع ترمذی شریف ج ۲ ابواب المناقب ص ۲۱۸ حدیث نمبر ۳۷۰۷ ۔ سنن ابو داؤد کتاب الصلوۃ حدیث نمبر ۹۳۵ ۔ سنن نسائی کتاب الجمعۃ حدیث نمبر ۱۳۹۶ زجاجۃ المصابیح

ج ۵ ص ۳۳۲)

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا وجود باجود سراپا دین و شریعت

اس حدیث مبارک سے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شہزادوں کی قدر و منزلت اور ان سے اپنے کامل قلبی تعلق کو واشگاف کر دیا کہ بچپن میں شہزادوں کے زمین پر گر جانے کا محض احتمال بھی حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ناگوار خاطر مبارک ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم بالائے کرم فرمایا کہ شہزادوں کی خاطر خطبہ کو موقوف فرمایا منبر شریف سے نیچے تشریف لا کر انہیں اٹھالیا آپ نے اس عمل مبارک کے ذریعہ روز روشن کی طرح آشکار کر دیا کہ انکا وجود باجود سراسر دین و شریعت ہے، کیونکہ دنیوی امر کیلئے خطبہ موقوف نہیں کیا جا سکتا، پھر منبر شریف پر قیام فرما ہو کر ان کے جلتے کی حسین اداؤں کا ذکر مبارک کرتے ہوئے یہ امر بھی واضح فرما دیا کہ ان کی ہر ہر ادا دین و شریعت ہے

امام عالی مقام کی حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال قربت کی یہ شان کہ کبھی رومیں آپ کے رونے سے حضور پاک صلی اللہ علیہ

وسلم کو تکلیف ہوتی ہے۔ عن یزید بن ابی زیادۃ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بیت عائشۃ فمر علی بیت فاطمۃ فسمع حسینا یبکی فقال الم تعلمی ان بکاءہ یوذینی زید بن ابی زیادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک سے باہر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دولت خانہ سے گذر ہوا امام حسین رضی اللہ عنہ کی رونے کی آواز سنی تو ارشاد فرمایا بیٹی کیا آپ کو معلوم نہیں ان کا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے۔ (طبرانی بحوالہ مناقب اہل بیت ذخائر العقبیٰ ص ۳۹) بچپن میں امام حسین رضی اللہ عنہ کا رونا حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت کا باعث ہے تو غور کرنا چاہئے کہ جنھوں نے معرکۂ کربلا میں امام عالی مقام پر مظالم کی انتہا کر دی، آپ کے حلقوم مقدس کو پیاسا ذبح کیا، آپ کے تن نازنین پر گھوڑے دوڑائے، دیگر اہل بیت کرام و جاں نثاران امام کو بے پناہ تکالیف پہونچا کر انھیں شہید کیا، چھ ماہ کے شیر خوار علی اصغر رضی اللہ عنہ کو بجائے پانی پیش کرنے کے تیر چلا کر بے دردی سے شہید کر ڈالا، ان بدبختوں کے ظالمانہ

دشمنانہ حرکات اور اندوہناک واقعات سے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاطر مبارک کو کس قدر تکلیف ہوئی ہوگی، کیا یہ ایذا رسانی خالی جائے گی؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرة واعد لهم عذابا مهينا ترجمہ: بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ نے لعنت کی ہے اور ان کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (سورة الاحزاب۔۵۷)

اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیہ یقال له یزید

سب سے پہلے جو میری سنت کو بدلے گا وہ بنو امیہ کا ایک شخص ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا۔

باب دوم

یزید کی حقیقی صورت

احادیث و روایات کے آئینہ میں

باب دوم

یزید کی حقیقی صورت

احادیث وروایت کے آئینہ میں

نبی اکرم مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک واقع ہونے والے تمام فتنوں کی تفصیلات بیان فرمائیں اور ان جملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یزید کے فتنے کی سمت کو آگاہ فرمایا اس سلسلہ میں ایک سے زائد احادیث شریفہ وارد ہیں، بعض روایات میں اشارۃً ذکر ہے اور بعض میں صراحتاً کہ امت میں سب سے پہلے فساد برپا کرنے والا سنتوں کو پامال کرنے والا دین میں رخنہ وشگاف ڈالنے والا بنی امیہ کا یزید نامی ایک شخص ہوگا۔

اس سلسلہ میں فن حدیث کے ائمہ اعلام امام ابوبکر ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۵ھ) نے اپنی مصنف میں، امام ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ (مولود ۲۱۱ھ متوفی ۳۰۷ھ) نے اپنی مسند میں، امام احمد بن

حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵۸ھ) نے دلائل النبوۃ میں، حافظ
ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (مولود ۷۷۳ھ متوفی ۸۵۲ھ) نے
المطالب العالیہ میں، امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ
نے الصواعق المحرقہ میں اور علامہ ابن کثیر (مولود ۷۰۰ھ متوفی
۷۷۴ھ) نے البدایہ والنہایہ میں، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
نے تاریخ الخلفاء میں حدیث شریف نقل فرمائی ہیں۔

تیسری صدی ہجری کے جلیل القدر محدث امام ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ
علیہ (مولود ۲۱۰ھ متوفی ۳۰۷ھ) نے اپنی مسند ج ۲ ص ۱۷۶ میں سند کے
ساتھ حدیث شریف روایت کی ہے عن ابی عبیدۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال امر امتی قائما بالقسط
حتی یکون اول من یثلمہ رجل من بنی امیۃ یقال لہ
یزید رجالہ ثقات غیر انہ منقطع ترجمہ سیدنا ابو عبیدہ بن جراح
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا میری امت کا معاملہ عدل کے ساتھ قائم رہے گا یہاں تک کہ سب
سے پہلے اس میں رخنہ ڈالنے والا بنی امیہ کا ایک شخص ہوگا جس کو یزید کہا

جائے گا۔ اسکے تمام راوی ثقہ و معتبر ہیں۔ (مسند ابو یعلیٰ، مسند ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ۔ تاریخ خلفاء ص ۲۲)

نیز ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر معروف بہ ابن کثیر (مولود ۷۰۰ھ متوفی ۷۷۴ھ) نے اپنی کتاب البدایۃ والنہایۃ ج ۶ ص ۲۵۶ میں اس حدیث پاک کو نقل کیا ہے۔

مذکورہ حدیث شریف کو محدث کبیر شہاب الدین احمد بن حجر مکی ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی الصواعق المحرقۃ ص ۱۳۲ میں نقل فرمایا ہے۔ آپ نے اسی صفحہ پر مزید ایک روایت الصواعق المحرقۃ ص ۱۳۲ میں ذکر فرمائی ہے عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔ ترجمہ: سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا سب سے پہلے جو میری سنت کو بدلے گا وہ بنو امیہ کا ایک شخص ہوگا جس کو یزید کہا جائیگا۔

علامہ ابن کثیر نے البدایۃ والنہایۃ ج ۶ ص ۲۵۶ میں حضرت

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس کو نقل کیا، جس میں "یقال له یزید" کے الفاظ مذکور نہیں، نیز یہ روایت مندرجہ ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۳۴۱ حدیث نمبر ۱۳۵۔دلائل النبوۃ بیہقی ،ابواب غزوۃ تبوک، جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالکوائن بعدہ حدیث نمبر ۲۸۰۲۔المطالب العالیہ، کتاب الفتوح،باب بعض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحکم بن العاص حدیث نمبر ۴۵۸۳۔

میری امت کی ہلاکت
قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی

صحیح بخاری شریف ج ۲ کتاب الفتن ص ۱۰۴۶،باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم هلاک امتی علی یدی اغیلمۃ سفهاء میں روایت ہے (حدیث نمبر ۷۰۵۸) حدثنا عمرو بن یحیی بن سعید بن عمرو بن سعید قال اخبرنی جدی قال کنت جالسا مع ابی هریرۃ فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ ومعنا مروان قال ابوهریرۃ سمعت

الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم يقول " هلكة امتي على يدي غلمة من قريش " فقال مروان لعنة الله عليهم غلمة فقال ابو هريرة لو شئت ان اقول بني فلان وبني فلان لفعلت فكنت اخرج مع جدي الى بني مروان حين ملكوا بالشام فاذا راهم غلمانا احداثا قال لنا عسى هؤلاء ان يكونوا منهم قلنا انت اعلم

ترجمہ: عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید اپنے دادا عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میں مدینہ طیبہ میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور مروان بھی ہمارے ساتھ تھا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضرت صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا "میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی"۔ مروان نے کہا اللہ تعالیٰ ایسے لڑکوں پر لعنت کرے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں کہنا چاہوں کہ وہ بنی فلاں اور بنی فلاں ہیں تو کہہ سکتا ہوں، حضرت عمرو بن یحییٰ کہتے ہیں میں اپنے دادا کے

ساتھ بنی مروان کے پاس گیا جب کہ وہ ملک شام کے حکمران تھے، جب آپ نے انہیں کم عمر لڑکے پائے تو ہم سے فرمایا عنقریب یہ لڑکے ان ہی میں سے ہوں گے، ہم نے کہا آپ بہتر جانتے ہیں۔

لڑکوں کی حکمرانی سے اللہ کی پناہ مانگو

مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے (حدیث نمبر ۳۸۰۰)عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعوذوا بالله من راس السبعين وامارة الصبيان ترجمہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ستر کی دہائی کی ابتداء سے اور لڑکوں کی حکمرانی سے اللہ کی پناہ مانگو۔

شارح بخاری صاحب فتح الباری حافظ احمد بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (مولود ۷۷۳ھ متوفی ۸۵۲ھ) مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں وفی رواية ابن ابی شيبة ان اباهريرة كان يمشى فى السوق ويقول اللهم لاتدركنى سنة ستين ولاامارة

الصبيان وفي هذا اشارة الى ان اول الاغيلمة كان في سنة ستين وهو كذلك فان يزيد بن معاوية استخلف فيها وبقي الى سنة اربع وستين فمات مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں چلتے ہوئے بھی یہ دعا کرتے "اے اللہ! سن ساٹھ ہجری اور لڑکوں کی حکمرانی مجھ تک نہ پہنچے"۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں اس روایت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ پہلا لڑکا جو حکمران بنے گا وہ ۶۰ھ میں ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یزید بن معاویہ اسی سال تخت حکومت پر مسلط ہوا اور ۶۴ھ تک رہ کر ہلاک ہو گیا۔

شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری کتاب الفتن ج ۱۶ ص ۳۳۳ میں حکومت کرنے والے پہلے لڑکے کا مصداق متعین کرتے ہوئے فرماتے ہیں: واولهم يزيد عليه ما يستحق ترجمہ: حکومت کرنے والا پہلا لڑکا یزید علیہ ما یستحق ہے۔

قیامت کے قریب اٹھنے والے فتنوں سے متعلق جو حدیث شریف میں وارد ہے "ثم يتداعون فالضلال" ترجمہ: پھر گمراہی کی

طرف بلانے والے" ہیں" اس حدیث شریف کی شرح میں محدث وقت

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ ج

۲ ص ۲۱۳ مبحث الفتن میں لکھتے ہیں ودعـــاۃ الضـــلال

یزید بالشام ومختار بالعراق

ترجمہ: ورگمراہی کی طرف بلانے والے شام میں یزید اور عراق

میں مختار ہے۔

فرمائیں: ۔ وبرکات حضرت سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی

قادری محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات کے حوالہ سے محدث وقت

مظہر رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے: قال المظہر لعلہ یرید بہم

الذین کانوا بعد الخلفاء الراشدین مثل یزید وعبدالملک

بن مروان وغیرہما کذا فی المرقات ترجمہ ان لڑکوں سے

مراد وہ ہیں جو خلفاء راشدین کے بعد تھے جیسے یزید اور عبد الملک بن

مروان وغیرہ (حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۴ کتاب الفتن ص ۲۲۸ مرقات

المفاتیح ج ۵ کتاب الفتن ص ۳۲)۔

اس مختصر عرصہ میں اس نے امت میں غیر معمولی فساد برپا کیا کہ

مدینہ طیبہ میں (جہاں سے دنیا کو امن وسلامتی حاصل ہوئی) تباہی مچائی، مکہ مکرمہ جس کو اللہ تعالیٰ نے امن والا شہر قرار دیا منجنیقیں نصب کروا کر کعبۃ اللہ پر پتھر برسائے، میدان کربلا میں اہل بیت اطہار پر تین دن تک پانی بند کروا دیا، ان نفوس قدسیہ کی حرمت کو پامال کروایا، خانوادۂ نبوت پر ظلم کے پہاڑ توڑے، اہل بیت کرام اور ان کے جاں نثاروں کو یہاں تک کہ سید الشہداء امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کروایا۔

قتل حسین رضی اللہ عنہ کا یزید نے حکم دیا ابن زیاد کا اقراری بیان

جیسا کہ ابن زیاد بدنہاد نے خود اقرار کیا کہ یزید پلید نے اسے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا حکم دیا ورنہ خود اسے قتل کرنے کی دھمکی دی تھی جیسا کہ علامہ ابن اثیر تاریخ کامل میں ابن زیاد کا قول نقل کرتے ہیں اما قتلی الحسین فانہ اشار علی یزید بقتلہ او قتلی فاخترت قتلہ، ترجمہ: رہا امام حسین رضی اللہ عنہ کو میرا شہید کرنا تو بات دراصل یہ ہے کہ یزید نے مجھے اس کا حکم دیا تھا بصورت دیگر اس نے مجھے قتل کرنے کی دھمکی دی تھی تو میں نے انہیں شہید کرنے

کو ختم کر دیا۔ (تاریخ الکامل ج ۳ ص ۳۰۷)

اسلامی قانون کے مطابق کوئی شخص کسی کو قتل کرے تو قصاصاً
اسکو قتل کر دیا جاتا ہے لیکن یزید نے ابن زیاد، شمر اور دیگر عہدیداروں
سے نہ قصاص لیا اور نہ ان کو عہدوں سے معزول کیا بلکہ اس پر خوشی کا اظہار
کیا بعد میں حالات کے بے قابو ہونے کے خوف سے وقتی طور پر سیاسی
انداز میں رنج و ملال کا اظہار کیا۔ بلکہ اس بدبخت نے امام عالی مقام کے
دندان مبارک کو جن کو حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ دیا کرتے تھے
اپنی ناپاک چھڑی سے کچوکے دئے۔

یزید پلید نے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے دندان مبارک کو کچوکے دیے

جیسا کہ علامہ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں علامہ ابن اثیر
نے تاریخ کامل میں اور علامہ طبری نے تاریخ طبری میں لکھا ہے۔ وقال
ابو مخنف عن أبي حمزة الثمالي عن عبد الله اليماني عن
القاسم بن بخيت، قال لما وضع رأس الحسين بين يدي
يزيد بن معاوية جعل ينكت بقضيب كان في يده في

ثغره، ثم قال ان هذا و ايانا كما قال الحصين بن الحمام المري.

يفلقن هاما من رجال أعزة☆ علينا وهم كانوا أعق وأظلما

فقال له ابو برزة الاسلمی اما والله لقد اخذ قضيبک هذا ماخذا لقد رايت رسول الله صلی الله عليه وسلم يرشفه، ثم قال الا ان هذا سيجی يوم القيامة وشفيعه محمد، وتجی وشفيعک ابن زياد، ترجمہ ابومخنف نے ابوحمزہ ثمالی سے روایت کی ہے انہوں نے عبداللہ یمانی سے روایت کی ہے انہوں نے قاسم بن نجیعہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور یزید کے سامنے رکھا گیا اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس سے وہ آپ کے سامنے کے دندان مبارک کو کچوکے دینے لگا پھر اس نے کہا بیشک ان کی اور ہماری مثال ایسی ہے جیسے کہ حصین بن حمام مری نے کہا ہماری تلواریں ایسے لوگوں کی کھوپڑیاں پھوڑتی ہیں جو ہم پر غلبہ وقوت رکھتے تھے اور جو حد درجہ نافرمان اور ظالم تھے۔

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے یزید قسم بخدا تیری چھڑی اس مقام پر لگ رہی ہے جہاں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے، پھر فرمایا آگاہ ہو جا اے یزید! بروز محشر امام حسین رضی اللہ عنہ اس شان سے آئیں گے کہ ان کے شفیع حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے اور تو اس طرح آئے گا کہ تیرا طرفدار ابن زیاد ہوگا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۰۹۔ تاریخ طبری ج ۱ ص ۲۷۲،۲۷۳۔ تاریخ کامل ج ۳ ص ۲۹۷،۲۹۸)

نیز البدایہ والنہایہ کی ج ۸ ص ۲۱۵ پر اسی واقعہ سے متعلق روایت والا کے آخر میں اس طرح منقول ہے فقال لہ ابو برزۃ ارفع قضیبک، فواللہ لربما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واضعاً فیہ علی فیہ یلثمہ ترجمہ اس وقت یزید سے ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنی چھڑی کو ہٹالے قسم بخدا میں نے بکثرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو امام حسین رضی اللہ عنہ کے دہن مبارک پر دہن مبارک رکھ کر چومتے ہوئے دیکھا ہے۔

ہمیں ڈر ہونے لگا کہ کہیں آسمان سے پتھر نہ برسائے جائیں

سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعہ جانکاہ
کی وجہ سے اہل مدینہ یزید کے تحت مخالف ہو گئے اور صحابی ابن صحابی
حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کے دست مبارک پر بیعت کر لئے تو
یزید پلید نے ایک فوج مدینہ طیبہ پر چڑھائی کیلئے روانہ کی جس نے اہل
مدینہ پر حملہ کیا اور ان کے تقدس کو پامال کیا، اس موقع پر حضرت عبداللہ
بن حنظلہ رضی اللہ عنہما نے اہل مدینہ سے خطاب کیا اس میں یزید کی
خلاف اسلام عادات و اطوار کا تذکرہ کیا جیسا کہ محدث وقت مورخ اسلام
محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (مولود ۱۶۸ھ۔ متوفی ۲۳۰ھ) کی طبقات کبریٰ
ج ۵ ص ۶۶ میں اس کی تفصیل موجود ہے **فجعلوا علی عبداللہ بن
حنظلۃ الاسد وامرھم لیہ فبایعھم علی الموت وقال یاقوم
اتقوا اللہ وحدہ لاشریک لہ فواللہ ما خرجنا علی یزید
حتی خفنا ان نرمی بالحجارۃ من السماء ان رجلا ینکح
الامہات والبنات والاخوات ویشرب الخمر ویدع
الصلوۃ واللہ لو لم یکن معی احد من الناس لابلیت للہ فیہ**

بالله حسنا (طبقات کبریٰ ج ۵ ص ۶۶۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۶۷۔ الصواعق المحرقہ ص ۱۳۲) ترجمہ: اہل مدینہ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے پر متفق ہو گئے اور اپنے معاملہ کو آپ کے سپرد کر دیا اور آپ نے ان سے تا دم زیست مقابلہ کرنے کی بیعت لی اور فرمایا اے میری قوم اللہ وحدہ سے ڈرو جس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ کی قسم ہم یزید کے خلاف اس وقت اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ ہمیں خوف ہو گیا کہیں ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش نہ ہو جائے، وہ ایسا شخص ہے جو ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح جائز قرار دیتا ہے، شراب نوشی کرتا ہے اور نماز چھوڑتا ہے، اللہ کی قسم اگر لوگوں میں سے کوئی میرے ساتھ نہ ہو تب بھی میں اللہ کی خاطر اس معاملہ میں شجاعت و بہادری کے جوہر دکھاؤں گا۔

ہم ایسے شخص کے پاس سے آئے جس کا کوئی دین نہیں

علامہ ابو جعفر محمد بن جریر الطبری نے تاریخ طبری ج ۴ صفحہ ۴۰۳ میں تحریر فرمایا: والله لقد قدمنا من عند رجل لیس لہ دین ویشرب الخمر ویعزف بالطنابیر ویضرب عندہ القیان

ویلعب بالکلاب ویسامر الخرب والفتیان وانا نشہدکم انا قدخلعناہ فتابعہم الناس ان الناس اتوا عبداللہ بن حنظلۃ الغسیل فبایعوہ وولوہ علیہم ترجمہ انہوں نے (اہل مدینہ کا وفد یزید کے پاس سے واپس آکر اہل مدینہ سے) کہا ہم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہیں جس کا کوئی دین نہیں وہ شراب پیتا ہے طنبورے بجاتا ہے اس کے پاس گانے والی عورتیں ناچتی ہیں وہ کتوں سے کھیلتا ہے اور چوروں اور چھوکروں کے ساتھ رات میں قصہ گوئی کرتا ہے اے لوگو! ہم تمہیں گواہ بناتے ہیں کہ ہم نے یزید کی بیعت توڑ دی پھر تمام اہل مدینہ نے بیعت توڑ دی لوگ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور آپ سے بیعت کئے اسی طرح الکامل ج ۳ ص ۳۱۰ میں بھی ہے۔

علامہ ابن اثیر (مولود ۵۵۵ھ متوفی ۶۳۰ھ) کی التاریخ الکامل ج ۳ ص ۳۳۷ ۵۱ھ کے بیان میں ہے وقال الحسن البصری سکیرا خمیرا یلبس الحریر ویضرب بالطنابیر جلیل القدر تابعی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ یزید کے بارے میں فرماتے

ہیں وہ انتہا درجہ کا نشہ باز، شراب نوشی کا عادی تھا ریشم پہنتا اور طنبور سے بجاتا۔

وہ شراب کا اس قدر عادی تھا کہ سفر حج میں جب مدینہ طیبہ پہنچا تب بھی اپنی یہ مذموم عادت ترک نہیں کیا اور شراب نوشی کرنے لگا۔ المدارج الکامل ج ۳ ص ۲۶۵ میں ہے۔ وقال عمر بن سبینة حج یزید فی حیاة ابیہ فلما بلغ المدینة جلس علی شراب الخمر ترجمہ: یزید اپنے والد کی زندگی میں حج کیا جب مدینہ طیبہ پہنچا تو شراب نوشی کرنے لگا۔

اہل مدینہ منورہ پر مظالم کی انتہا

علامہ ابن کثیر (مولود ۷۰۰ھ متوفی ۷۷۴ھ) نے البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۲۶۲ میں لکھا ہے وکان سبب وقعة الحرة ان وفدا من اهل المدينة قدموا علی یزید بن معاویة بدمشق فلما رجعوا ذکروا لاهلیهم عن یزید ما کان یقع منه القبائح فی شربه الخمر وما یتبع ذلک من الفواحش التی من اکبرها ترک الصلوة عن وقتها بسبب السکر فاجتمعوا علی خلعه فخلعوه عند المنبر النبوی فلما بلغه ذلک بعث الیهم سریة

يقدمهم رجل يقال له مسلم بن عقبة وانما يسميه السلف

مسرف بن عقبة فلما وردوا المدينة استباحوها ثلاثة ايام فقتل

في غضون هذه الايام بشرا كثيرا ۔ ترجمہ: واقعہ حرہ کی وجہ یہ ہوئی

کہ اہل مدینہ کا وفد دمشق میں یزید کے پاس گیا، جب وفد واپس

ہوا تو اس نے بچشم خود وہاں سے یزید کی شراب نوشی اور دیگر بری

عادتوں اور مذموم خصلتوں کا ذکر کیا جن میں سب سے مذموم ترین عادت

یہ تھی کہ وہ نشہ کی وجہ سے نماز چھوڑ دیتا تھا، اس وجہ سے اہل مدینہ یزید کی

بیعت توڑنے پر متفق ہو گئے اور انہوں نے منبر نبوی علی صاحبہ الصلوۃ

والسلام کے پاس یزید کی اطاعت نہ کرنے کا اعلان کیا، جب یہ بات

یزید کو معلوم ہوئی تو اس نے مدینہ طیبہ کی جانب ایک لشکر روانہ کیا جس کا

امیر ایک شخص تھا جس کو مسلم بن عقبہ کہا جاتا ہے سلف صالحین نے اس کو

مسرف بن عقبہ کہا ہے جب وہ مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو لشکر کے لیے

تین دن تک اہل مدینہ کے جان و مال سب کچھ مباح قرار دیا چنانچہ اس

نے ان تین روز کے دوران سینکڑوں حضرات کو شہید کروایا۔

امام بیہقی (مولود ۳۸۴ھ متوفی ۴۵۸ھ) کی دلائل النبوۃ

میں روایت ہے عن مغیرۃ قال أنہب مسرف بن عقبۃ المدینۃ ثلاثۃ أیام فزعم المغیرۃ أنہ افتض فیہا ألف عذراء ۔ ترجمہ: حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں مسرف بن عقبہ نے مدینہ طیبہ میں تین دن تک لوٹ مار کی اور ایک ہزار مقدس دوشیزاؤں یعنی دختران اسلام کی عصمت دری کی گئی۔ العیاذ باللہ۔

طبقات کبریٰ ج۵ ص ۶۶ میں ہے مسلم بن عقبہ نے مدینہ طیبہ پر لشکرکشی کی، یزیدی فوج نے مدینہ طیبہ میں سات سو قراء کو شہید کیا ایک ہزار ان پارسا خواتین اسلام کی عصمت دری کی، مسجد نبوی میں تین دن تک اذان اور جماعت موقوف رہی

جس نے اہل مدینہ طیبہ کو خوف زدہ کیا اس پر اللہ کی لعنت

یزید نے مدینہ طیبہ میں تباہی کروائی قتل عام کروایا، جبکہ اہل مدینہ کو صرف خوف زدہ کرنے والے کیلئے حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے مسند احمد، مسند مدنیین میں حدیث مبارک ہے (حدیث نمبر ۱۵۹۶۳) عن السائب بن خلاد أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم قال من اخاف اهل المدینة ظلما اخافه الله وعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لایقبل الله منه یوم القیامة صرفا ولا عدلا ۔ ترجمہ: سیدنا سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اہل مدینہ کو ظلم کرتے ہوئے خوف زدہ کیا اللہ تعالیٰ اس کو خوف زدہ کرے گا اور اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کوئی فرض یا نفل عمل قبول نہیں فرمائے گا۔

(مسند احمد، مسند المدنیین، حدیث نمبر ۱۵۹۶۲۔ تاریخ الخلفاء، ص ۱۶۷)

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس شخص کا کیا انجام ہوگا جو اہل مدینہ کو صرف خوفزدہ ہی نہیں کیا بلکہ مدینہ طیبہ میں خونریزی کی قتل وغارت گیری کیا اور اپنی فوج کے لئے اشیاء تدا لمال کی اجازت دیدی۔

یزیدی فوج نے بیت اللہ شریف پر سنگباری کی

بعد ازاں یزید نے مکہ مکرمہ میں کعبۃ اللہ شریف پر حملہ کرنے کا حکم دیا جب یزیدی فوج نے کعبۃ اللہ شریف پر حملہ کرنے کے

لئے منجنیقیں نصب کر کے پتھر برسائے جس کی وجہ سے بیت اللہ شریف
کے پردوں کو آگ لگ گئی۔ (تاریخ الکامل ج ۳ ص ۳۱۶) میں ہے حتی
اذا مضت ثلاثة ايام من شهر ربيع الاول سنة اربع و ستين
رموا البيت بالمجانيق وحرقوه بالنار واخذوا يرتجزون
ويقولون خطارة مثل الفنيق المزبد نرمي بها اعواد
هذا المسجد ترجمہ یہاں تک کہ جب ۶۴ھ ماہ ربیع الاول کے تین
دن گزرے ان لوگوں نے منجنیقوں کے ذریعے بیت اللہ شریف پر سنگ باری
کی اور اسے جلا دیا اور رجز کہنے لگے ہم زبردست طاقت اور جرأت مندی
رکھتے ہیں، منجنیقوں سے اس مسجد پر سنگ باری کرتے ہیں۔

فن عقیدہ میں پڑھائی جانے والی درس نظامی کی مشہور کتاب
شرح عقائد نسفی میں ہے امام سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے
تحریر فرمایا ہے وبعضهم اطلق اللعن عليه لما انه كفر حين امر
بقتل الحسين واتفقوا على جواز اللعن على من قتله او امر به
او اجازه ورضي به والحق ان رضا يزيد بقتل الحسين
واستبشاره بذلك واهانة اهل بيت النبي صلى الله عليه

وسلم مما تواتر معناه وإن كان تفاصيله آحاد، فنحن لا نتوقف في شأنه بل في إيمانه لعنة الله عليه وعلى أنصاره وأعوانه ترجمہ: بعض ائمہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا حکم دینے کی وجہ سے مرتکب کفر قرار دے کر یزید پر لعنت کو جائز رکھا ہے۔ علماء امت اس شخص پر لعنت کرنے کے بارے متفق و قائل ہیں جس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا یا شہید کرنے کا حکم دیا یا اسے جائز سمجھا اور اس پر خوش ہوا۔ حق یہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر یزید کا راضی ہونا، اس سے خوش ہونا اور اہل بیت کی توہین کرنا ان روایات سے ثابت ہے جو معنوی طور پر متواتر کے درجہ میں ہیں اگرچہ انکی تفصیلات خبر واحد سے ثابت ہیں چنانچہ ہم یزید کے بارے میں توقف نہیں کر سکتے بلکہ اس کے ایمان کے بارے میں توقف کریں گے اس پر اور اسکے اعوان و مددگاروں پر اللہ کی لعنت ہو۔

یزید کو رضی اللہ عنہ کہنے کا شرعی حکم

"رضی اللہ عنہ" کے کلمات اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے بیان و اظہار کے لئے ہیں جو تعظیم و تکریم کے محل میں تعریف و توصیف کی غرض

سے ذکر کئے جاتے ہیں اور "رضی اللہ عنہ" کے کلمات بطور خاص صحابہ کرام و دیگر نفوس قدسیہ کیلئے مستعمل کئے جاتے ہیں جن کے قلوب خشیت ربانی اور خوف الٰہی سے معمور ہوں جیسا کہ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ذلک لمن خشی ربہ۔ ترجمہ۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہیں یہ ان کیلئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہوں۔ (سورۃ البینۃ۔ ۸)

مذکورہ احادیث شریفہ اور ائمہ اعلام کی تصریحات سے یہ امر عیاں و آشکار ہوا کہ یزید شقی و بدبخت، فاسق و فاجر، فتنہ پرور و بدبخت امت کو بدعت وضلالت میں رخنہ ڈالنے والا، حرمین شریفین کے تقدس کو پامال کرنے والا، اہل بیت نبوت کی بے حرمتی کرنے والا ہے۔ ایسے شخص کیلئے رضی اللہ عنہ و امیر المومنین کے الفاظ استعمال کرنا در اصل اس کو عزت و احترام دینا ہے اور یہ اسلام کو ڈھانے میں مدد کرنے کے مترادف ہے جو موجب غضب و ہلاکت، محرومی و شقاوت اور گمراہی و ضلالت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسق و فاجر کی تعظیم کرنے کو اسلام ڈھانے میں مدد کرنا قرار دیا ہے۔ امام طبرانی متوفی ۳۶۰ھ

متوفی ۳۶۰ھ کی معجم اوسط میں حدیث پاک ہے (حدیث نمبر ۶۷۷۲) عن عائشة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی یقیناً اس نے اسلام کو منہدم کرنے میں مدد کی۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، باب المیم من اسمہ محمد)

امام بیہقی (مولود ۳۸۴ھ متوفی ۴۵۸ھ) کی شعب الایمان میں حدیث پاک ہے (حدیث نمبر ۴۶۹۳) عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتزله العرش ترجمہ: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو پروردگار کا جلال ظاہر ہوتا ہے اور اس کی وجہ عرش لرزتا ہے۔ (الرابع والثلاثون من شعب الایمان وھو باب فی حفظ اللسان)

یزید کو امیر المومنین کہنے والے کی سزا

یزید کی نسبت امیر المومنین کہنے والے کو ہم سب کے خلیفۂ عادل
عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مستحق تعزیر قرار دیا ہے جیسا کہ فن
رجال کی مستند کتاب تہذیب التہذیب ج ۱۱ حرف یاء ص ۳۱۶ میں
حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اور علامہ ابن حجر مکی نے
الصواعق المحرقہ ص ۱۳۲ میں اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے
تاریخ الخلفاء ص ۲۰۹ میں تحریر فرمایا کہ نوفل بن ابی عقرب ثقۃ قال
کنت عند عمر بن عبد العزیز فذکر رجل یزید بن معاویۃ
فقال قال امیر المؤمنین یزید فقال عمر تقول امیر المؤمنین
یزید وامر بہ فضرب عشرین سوطا ترجمہ نوفل بن ابو عقرب
فرماتے ہیں میں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھا
ایک شخص نے یزید کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ امیر المومنین یزید نے یوں کہا
ہے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو یزید
کو امیر المومنین کہتا ہے پھر اس شخص کو کوڑے لگوانے کا حکم فرمایا چنانچہ
اسے بیس کوڑے لگوائے گئے۔ (تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۳۱۶ تاریخ

الخلفاء ص ۱۲۶۔ الصواعق المحرقہ ص ۳۳) شرح بخاری امام بدر الدین
عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ) حدیث شریف ھلکۃ امتی علی
ایدی غلمۃ من قریش (میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں
کے ہاتھوں سے ہوگی) کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یزید ان
میں سب سے پہلا لڑکا ہے اور اس کے نام کے ساتھ یہ الفاظ لکھے ہیں
وا ولہم یزید علیہ ما یستحق ان میں سب سے پہلا یزید ہے اس
پر وہی ہے جس کا وہ مستحق ہے۔

اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لہم

ترجمہ میری امت کا جو پہلا لشکر قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا وہ بخشا ہوا ہے

باب سوم

باب سوم

حدیث مدینہ قیصر کی تحقیقی بحث

یہ یزید کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) پر حملہ کرنے والے پہلے لشکر میں شریک تھا۔ وہ حدیث شریف کے مطابق مغفرت کا مستحق اور بخشا ہوا ہے۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے صحیح بخاری شریف کی حدیث پاک سے استدلال کیا جاتا ہے۔

سطور ذیل میں اسکی علمی و تحقیقی بحث سپرد قلم کی جاتی ہے

صحیح بخاری شریف ج کتاب الجہاد والسیر باب ما قیل فی قتال الروم ص ۴۰۹، ۴۱۰ میں حدیث پاک ہے (حدیث نمبر ۲۹۲۴) عن ام حرام انها سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا قالت ام حرام قلت یا رسول الله انا فیهم؟ قال انت فیهم قالت ثم قال النبی صلی الله علیه وسلم اول جیش من امتی یغزون مدینة

قیصر مغفور لھم فقلت انا فیھم یا رسول اللہ؟ قال لا ۔ترجمہ

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا میری امت کا جو پہلا لشکر بحری سمندر جہاد کرے اس نے جنت کو واجب کر لیا حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں ان میں شامل ہوں؟ آپ نے فرمایا تم ان میں شامل ہو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کا جو پہلا لشکر قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا وہ بخشا ہوا ہے، میں نے عرض کیا: کیا میں ان میں شامل ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا نہیں۔ (صحیح بخاری شریف ج ۱ ص ۴۰۹،۴۱۰ حدیث نمبر ۲۹۲۴۔ مستدرک علی الصحیحین حدیث نمبر ۸۸۸۸۔ دلائل النبوۃ للبیہقی حدیث نمبر ۲۷۸۰۔ معجم کبیر طبرانی حدیث نمبر ۲۰۸۳۱۔ مسند الشامیین للطبرانی حدیث نمبر ۳۴۳۔ شرح السنۃ ۔ کتاب المغازی باب علامۃ النبوۃ ج ۱ ص ۸۸)

دفاتر حدیث شریف، کتب رجال اور کتب تاریخ میں حق جوئی

دقت پسندی کے ساتھ بحث و تحقیق کی جائے اور اس کی تشریحات
و تصریحات کا مطالعہ کیا جائے تو اس استدلال کا سقم اور بطلان معلوم
و آشکار ہو جائیگا۔ مذکورہ حدیث شریف سے استدلال کرتے ہوئے
مغفرت کی بشارت میں یزید کو شریک مان کر اس کو بخشا ہوا کہنا کئی ایک
وجوہ کی بناء پر صحیح نہیں۔

حدیث شریف کی پہلی توجیہ

اس سلسلہ میں محدثین کرام نے حدیث مذکور کی ایک توجیہ یہ بیان کی ہے
کہ مذکورہ بالا حدیث شریف میں مدینہ قیصر سے مراد قسطنطنیہ نہیں بلکہ
حمص ہے جو عہد نبوی میں روم کا دار الحکومت تھا جیسا کہ فتح الباری میں
حدیث مذکور کی شرح کے تحت اس کی یہ توجیہ بھی ذکر کی گئی ہے

وجوز بعضهم ان المراد بمدينة قيصر المدينة التي كان بها يوم قال النبي صلى الله عليه وسلم تلك المقالة وهي حمص وكانت دار مملكته اذ ذاك بعض شارحین نے کہا ہے
کہ مدینہ قیصر سے مراد وہ شہر ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک
زمانہ میں قیصر کا شہر تھا وہ حمص ہے اور اس وقت وہی اس کا دار الحکومت

ج۔(فتح الباری کتاب الجہاد والسیر باب ما قیل فی قتال الروم)

یہ توجیہ اس لئے بھی قابل توجہ ہے کہ بخاری شریف اور مذکورہ تمام حدیث شریف کی روایت میں قسطنطنیہ کا لفظ مذکور نہیں ہے بلکہ مدینۃ قیصر کے الفاظ ہیں، قیصر روم کے بادشاہ کا لقب تھا، وہ جس شہر میں رہتا اور جو اس کا دار الحکومت تھا وہی مدینہ قیصر کا مصداق ہوگا، حدیث شریف کے کلمات کے مطابق وہ شہر حمص ہی ہے، خلافت فاروقی میں ۱۵ھ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت ایک لشکر حمص پر حملہ آور ہوا، اہل اسلام نے سخت سردی کے موسم میں حمص کا محاصرہ کیا اور موسم سرما کے اختتام پر اس کو فتح کر لیا، اس معرکہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام شریک رہے۔ علامہ ابن اثیر (مولود ۵۵۵ھ متوفی ۶۳۰ھ) نے التاریخ الکامل ج ۲ ص ۳۴۹ پر ۱۵ھ کے واقعات میں ذکر کیا ہے: فسار ابوعبیدۃ من دمشق سائرا الی حمص فسلک طریق بعلبک فحاصرهم المسلمون فکبروا تکبیرۃ فانهدم کثیر من دور حمص وزلزلت حیطانهم

فتصدعت فكبروا ثانية فانصدع اعظم من ذلك . ثم

استخلف ابو عبيدة على حمص عبادة بن الصامت

ترجمہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جب دمشق سے فارغ ہوئے تو

مقام بعلبک کے راستے سے حمص کی طرف چلے۔

یہ وہ روایت ہے کہ یزید ابھی پیدا نہیں ہوا تھا چہ جائیکہ اس غزوہ

میں شریک ہوا ہو کیونکہ یزید کی پیدائش ۲۶ھ میں ہوئی۔ جیسے کہ علامہ

ابن کثیر (مولود ۷۰۰ھ متوفی ۷۷۴ھ) کی البدایہ والنہایہ ج ۹ ص ۷۶

میں ہے ومولد يزيد بن معاوية فی سنة ست وعشرين

ترجمہ یزید بن معاویہ کی پیدائش ۲۶ھ میں ہوئی۔

اس توجیہ پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ مذکورہ حدیث شریف

میں پہلے سمندر کے غزوہ کا ذکر ہے جس میں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا

شریک رہیں، اس کے بعد مدینۂ قیصر کے غزوہ کا ذکر ہے۔ اگر مدینۂ

قیصر سے مراد حمص ہے تو اس کا ذکر غزوۂ بحر سے پہلے آنا تھا جبکہ حدیث

شریف میں ایسا نہیں ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے غزوۂ بحر کا ذکر فرمایا پھر

مدینۂ قیصر کے غزوہ کا تو یہ دور ہے کہ وقعات کی ترتیب گی ذکر و بیان کے لحاظ سے ہوتی ہے وقوع کی وقت پذیر ہونے کے لحاظ سے لہذا اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ یہ ترتیب ذکر و بیان کے اعتبار سے ہے، وقعہ کے رونما ہونے کے لحاظ سے نہیں۔

حدیث شریف کی دوسری توجیہ

دیگر شارحین نے کہا کہ حدیث شریف میں مذکور "مدینۃ قیصر" سے مراد قسطنطنیہ ہے۔ لیکن یزید حدیث شریف کی بشارت کا مستحق نہیں قرار پاتا اس لئے کہ اہل اسلام نے قسطنطنیہ پر متعدد مرتبہ حملہ کیا اور حدیث شریف میں مغفرت کی بشارت قسطنطنیہ پر صرف پہلی مرتبہ حملہ کرنے والے لشکر کے لئے ہے۔ اب یہ تحقیق کی جائے کہ مسلمانوں نے قسطنطنیہ پر پہلی بار کس سن میں حملہ کیا اور سپہ سالار کون ہے؟

قسطنطنیہ پر پہلا حملہ

قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے لشکر سے متعلق البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۲۹ میں ہے دخلت سنۃ اثنتین وثلاثین وفیھا غزا معاویۃ بلاد الروم حتی بلغ المضیق مضیق القسطنطینیۃ ترجمہ

۳۲ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے روم پر حملہ کیا، معرکے سر کرتے رہے یہاں تک کہ قسطنطنیہ تک جا پہنچے۔

(التاریخ الکامل ج ۳ ص ۷۵ میں ہے) ثم دخلت سنة اثنتين وثلاثين۔ فيها في هذه السنة غزا معاوية بن ابی سفیان مضيق القسطنطينية ومعه زوجته عاتكة بنت قرظة وقيل فاختة

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ پر پہلی مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا، اس جنگ میں یزید کے شریک ہونے کا کہیں ذکر نہیں ملتا، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۶ کے مطابق یزید ۲۶ھ میں پیدا ہوا اور ۳۲ھ میں وہ چھ سال کا بچہ تھا

قسطنطنیہ پر دوسرا حملہ

دوسری مرتبہ ۴۳ھ میں مسلمانوں نے حضرت بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سلطنت روم پر حملہ کیا اور روم میں دور تک نکل گئے یہاں تک کہ قسطنطنیہ تک پہنچے۔ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۴ میں ہے: سنة ثلاث واربعين فيها غزا بسر بن ارطاة بلاد الروم

ثم توغل فيها حتى بلغ مدينة قسطنطينية وشتى ببلادهم ۔
علامہ ابن خلدون جیسے ثقہ مؤرخ نے بھی اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ تاریخ
ابن خلدون ج ۳ ص ۹ میں ہے ثم دخل بسر بن ارطاة ارضهم
سنة ثلاث واربعين وشتى بها وبلغ القسطنطينية ۔ ترجمہ پھر
بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ ۴۳ھ میں اہل روم کی سرزمین میں داخل ہوئے
مسلسل چلتے رہے تا آنکہ قسطنطنیہ تک پہنچ گئے۔

قسطنطنیہ پر تیسرا حملہ

قسطنطنیہ پر تیسرا حملہ ۴۴ھ یا ۴۶ھ میں ہوا۔ تاریخ الکامل ۴۴ھ
کے واقعات میں ہے ثم دخلت سنة اربع واربعين في هذه
السنة دخل المسلمون مع عبد الرحمن ابن خالد بن الوليد
بلاد الروم وشتوا بها وغزا بسر بن ابي ارطاة البحر ۔ ۴۴ھ
مسلمان حضرت عبدالرحمن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کے ساتھ روم میں
داخل ہوئے اور موسم سرما وہیں گذارے اور بسر بن ابی ارطاۃ رضی اللہ
عنہ سمندر کے ذریعہ جنگ کئے (تاریخ الکامل، ج ۳ ص ۲۹۸)

اسی کتاب میں ۴۶ھ کے واقعات کے تحت ہے ثم دخلت

سنة ست واربعين فی ھذہ السنة کان مشتی مالک ابن
عبداللہ بارض الروم وقیل بل کان عبدالرحمن بن خالد بن
الولید وفیھا انصرف عبدالرحمن بن خالد من
بلاد الروم الی حمص ومات ۴۶ھ میں حضرت مالک بن عبداللہ
رضی اللہ عنہ مملکت روم میں رہے اور کہا گیا ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن خالد
بن ولید رضی اللہ عنہما رہے اور اسی سال آپ حمص واپس ہوئے اور وصال
فرما گئے۔ (التاریخ الکامل، ج ۳ ص ۳۰۹)

قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے تیسرے لشکر کے امیر حضرت
عبدالرحمن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما رہے۔ اس حملہ کا ذکر کتب تاریخ
کے علاوہ صحاح ستہ کی معتبر کتاب سنن ابو داؤد شریف ج ا کتاب الجہاد
ص ۳۴۰ (حدیث نمبر ۲۱۵۱) میں ہے کہ مسلمانوں نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا
اور اس جنگ میں حضرت عبدالرحمن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما سپہ
سالار تھے عن اسلم ابی عمران قال غزونا من المدینة نرید
القسطنطینیة وعلی الجماعة عبدالرحمن بن خالد بن
الولید والروم ملصقو ظھورھم بحائط المدینة فحمل

رجل على العدو فقال الناس مه مه لا اله الا الله يلقى بيديه الى التهلكة فقال ابو ايوب انما انزلت هذه الاية فينا معشر الانصار لما نصر الله نبيه صلى الله عليه وسلم واظهر الاسلام قلنا هلم نقيم في اموالنا ونصلحها فانزل الله عزوجل وانفقوا في سبيل الله ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة فالالقاء بالايدي الى التهلكة ان نقيم في اموالنا ونصلحها وندع الجهاد قال ابو عمران فلم يزل ابو ايوب يجاهد في سبيل الله عزوجل حتى دفن بالقسطنطينية

ترجمہ: حضرت اسلم ابو عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں، ہم مدینہ طیبہ سے قسطنطنیہ پر حملے کے ارادے سے نکلے۔ لشکر کے سپہ سالار حضرت عبدالرحمن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما تھے، رومی لوگ اپنی پیٹھ شہر پناہ سے لگائے ہوئے تھے، ایک صاحب دشمن پر حملہ کرنے کیلئے مسلح ہوئے تو لوگوں نے کہا، لا الہ الا اللہ یہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیت ہم گروہ انصار کے بارے میں نازل فرمائی گئی جب کہ اللہ تعالیٰ نے نبی

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد فرمائی اور اسلام کو غالب کر دیا تو ہم نے کہا کہ آؤ اب اپنے مال و جائیداد میں رہیں اور انہیں درست کریں تو اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا" اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو" (سورۃ بقرۃ۔۱۹۵) لہٰذا اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا یہ ہے کہ ہم اپنے اموال میں رہ کر ان کی اصلاح میں مصروف ہو جائیں اور جہاد کو چھوڑ دیں حضرت ابو عمران کا بیان ہے کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ ہمیشہ راہ خدا میں جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ قسطنطنیہ میں آپ کی تدفین مبارک عمل میں آئی۔

مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق ۳۲ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں حملہ کرنے والا لشکر پہلا قرار پاتا ہے اور یہی لشکر بخاری شریف کی حدیث پاک میں وارد مغفرت کی بشارت کا مستحق ہے۔

سنن ابوداؤد شریف کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے لشکر کے سپہ سالار حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما تھے جن کا وصال ۴۶ھ یا ۴۷ھ میں ہوا جیسا کہ تاریخ کامل ۴۶ھ کے واقعات میں مذکور ہے ثم دخلت سنة ست و اربعین

وفیھا انصرف عبد الرحمن بن خالد من بلاد الروم الی

حمص ومات ۔ (تاریخ کامل، ج ۳ ص ۱۰۳) البدایۃ والنہایۃ ج

۸ ص ۳۲ میں بھی آپ کا سنِ وصال ۴۶ھ مذکور ہے۔ بیشتر اسد الغابۃ

فی معرفۃ الصحابۃ میں آپ کا سنِ وصال ۴۷ھ بتلایا گیا ہے ثم ان

عبدالرحمن مرض فدخل علیہ ابن اثال النصرانی فسقاہ

سما فمات فقیل وذلک سنۃ سبع واربعین (اسد الغابۃ

فی معرفۃ الصحابۃ باب العین) سنن ابوداؤد شریف صحاح ستہ میں

شمار ہوتی ہے اس کو بہر طور کتب تاریخ پر ترجیح حاصل ہے اس سے لازمی

طور پر معلوم ہوا کہ حضرت عبد الرحمن بن خالد رضی اللہ عنہما کی سرکردگی

میں ۴۶ھ یا ۴۷ھ سے پہلے قسطنطنیہ پر حملہ ہوا کیونکہ معتبر و مستند کتب تاریخ

وکتب رجال سے ثابت ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن خالد رضی اللہ عنہما کا

وصال ۴۶ھ یا ۴۷ھ میں ہوا۔

(۱) ۳۲ھ (۲) ۴۳ھ (۳) ۴۴ھ یا ۴۶ھ ان تینوں حملوں میں سے

کسی حملہ میں یزید کی شرکت ثابت نہیں۔

یزید قسطنطنیہ کے کونسے معرکہ میں شریک رہا؟

حدیث شریف میں ذکر کردہ بخشش کی خوشخبری کا مستحق

یزید ہے یا نہیں؟ اس کو معلوم کرنے کیلئے یہ جاننا ضروری ہے کہ یزید
قسطنطنیہ کے کونسے معرکہ میں اور کس سنہ میں شریک ہوا اس سلسلہ میں
چار اقوال ہیں۔

(۱) ۴۹ھ میں روم کے معرکہ میں شریک رہا یہاں تک کہ قسطنطنیہ پہنچ
گیا جیسا کہ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۶ میں ہے سنة تسع
واربعين فيها غزا يزيد بن معوية بلاد الروم حتى بلغ
قسطنطنية۔ ترجمہ ۴۹ھ میں یزید بن معاویہ مملکت روم پر حملہ
کیا اور قسطنطنیہ تک پہنچ گیا۔

(۲) یزید ۵۰ھ کے حملہ میں شریک رہا جیسا کہ عمدۃ القاری ج ۵ ص
۵۵۸ میں ہے قوله فی غزوته وكانت فی سنة خمسين
ووصلوا الى تلك الغزوة الى القسطنطنية
وحاصروها فتوه ويزيد بن معاوية عليهم اي والحال
ان يزيد بن معاوية بن ابي سفيان كان اميرا عليهم من

جهة ابيه معاوية۔ ترجمہ ۵۰ھ کو مسلمان اس غزوہ میں قسطنطنیہ تک پہنچے اور اس کا محاصرہ کئے جب کہ یزید بن معاویہ اپنے والد کی جانب سے ان کا سپہ سالار تھا۔

(۳) ۵۲ھ میں قسطنطنیہ کے جنگ میں شریک رہا، علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو ترجیح دی اور کہا کہ قابل ترجیح بات یہ ہے کہ یزید ۵۲ھ میں قسطنطنیہ کے جنگ میں شریک رہا جیسے کہ عمدة القاری ج ۱۰ كتاب الجهاد والسير باب ما قيل في قتال الروم ص ۲۲۳ میں بحوالہ صاحب المرآة والاصح ان يزيد بن معاوية غزا القسطنطينية في سنة اثنتين وخمسين

(۴) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۵۵ھ میں یزید کو قسطنطنیہ پر لشکر کشی کے لئے روانہ کیا جیسے کہ الاصابة في معرفة الصحابة حرف الخاء ذكر من اسمه خالد میں ہے: غزى معاوية ابنه يزيد سنة خمس وخمسين في جماعة من الصحابة في البر والبحر حتى اجازه القسطنطينية

وقاتلوا اهل القسطنطينية على بابها

ان چار اقوال میں کسی بھی قول کو ترجیح مان لیا جائے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یزید قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے پہلے لشکر میں شریک رہا ہو کیونکہ اس سے پہلے قسطنطنیہ پر متعدد حملے ہو چکے تھے۔

یزید کی شرکت سے متعلق مذکورہ چار اقوال میں سند کے اعتبار سے پہلا قول ۴۹ھ ہے جب کہ اس سے پہلے ۳۲ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ۴۳ھ میں حضرت بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ ۴۴ھ و ۴۶ھ میں حضرت عبد الرحمن بن خالد رضی اللہ عنہما کی سپہ سالاری میں حملہ کیا گیا اور اس حملہ میں یزید کے شریک ہونے کا ذکر کتب رجال وکتب تاریخ میں کہیں نہیں ملتا اور نہ کسی مورخ نے ایسی کوئی بات لکھی لہذا یہ کہنا کہ ”یزید حضرت عبد الرحمن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کی قیادت والے لشکر میں شریک تھا اور بشارت کا مستحق ہے“ کتب رجال وکتب تاریخ میں اس بات کی تائید نہیں ملتی بلکہ کتب رجال اور کتب تاریخ کو تتبع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات من گھڑت ہے، کتب تاریخ میں کسی صراحت کے بغیر ان باتوں کو ماننا اسلامی تاریخ کو تبدیل کرنے

کے مترادف ہے۔

ایک اشکال اور اسکا جواب

سنن ابوداؤد شریف کی روایت سے متعلق ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا وصال اس جنگ میں ہوا جو یزید کی سرکردگی میں لڑی گئی تھی جیسا کہ بخاری شریف ج ۱ ص ۱۵۸ میں ہے فقال محمود بن الربیع فحدثتها قوما فیہم ابوایوب الانصاری صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوتہ التی توفی فیہا ویزید بن معاویۃ علیہم بارض الروم۔ ترجمہ محمود بن ربیع کہتے ہیں میں نے یہ بات لوگوں کو بیان کی جن میں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اس غزوہ کے موقع پر موجود تھے جس میں آپ کا وصال ہوا اور یزید بن معاویہ سرزمین روم میں اس لشکر کا سپہ سالار تھا۔

سنن ابوداؤد شریف کی روایت میں حضرت عبدالرحمن بن خالد رضی اللہ عنہما کا ذکر ہے۔ اس روایت میں یہ بھی ذکر ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ مسلسل جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کا

وصال ہوا۔

اس سے قسطنطنیہ کے معرکہ میں حضرت عبد الرحمن بن خالد رضی اللہ عنہما کے لشکر میں یزید کے شریک ہونے کا قیاس ہو سکتا ہے لیکن یہ خیال اس لئے صحیح نہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا وصال حضرت عبد الرحمن بن خالد رضی اللہ عنہما کے معرکہ میں نہیں ہوا بلکہ حضرت عبد الرحمن بن خالد رضی اللہ عنہما نے ۴۴ھ یا ۴۶ھ میں معرکۂ قسطنطنیہ میں اسلامی لشکر کی قیادت کی اور ۴۶ یا ۴۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ اس کے بعد بھی قسطنطنیہ پر حملے ہوئے۔ ۴۹ھ میں سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اور ۵۲ھ میں یزید بن معاویہ کی سرکردگی میں

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضرت عبد الرحمن بن خالد رضی اللہ عنہما کے وصال کے بعد والے ان دونوں حملوں میں شریک رہے پھر ۵۲ھ کے حملے کے موقع پر آپ کا وصال ہوا اور یہ ۵۲ھ میں لشکر یزید کی سرکردگی میں تھا۔ اور یہی لشکر ہے جس کا ذکر بخاری شریف ج ا ص ۱۵۸ کی روایت میں ہوا۔

سنن ابو داؤد شریف کی روایت کے مطابق قسطنطنیہ کے معرکہ

میں حضرت عبدالرحمن بن خالد رضی اللہ عنہما کا امیر ہونا۔ ۴۶ھ یا ۴۷ھ میں آپ کا وصال فرمانا اور ۴۹ھ، ۵۲ھ کے حملوں میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا شرکت کرنا اور ۵۲ھ میں وصال فرمانا، اور آپ کے وصال والے غزوہ میں یزید کا شریک رہنا ان تمام تفصیلات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یزید ۴۶ھ میں حضرت عبدالرحمن بن خالد رضی اللہ عنہما کے غزوہ میں شریک نہیں رہا اس سے ثابت ہو چکا کہ قسطنطنیہ کے جس معرکہ میں یزید نے شرکت کی وہ پہلا معرکہ نہیں تھا بلکہ اس سے پہلے ۳۲ھ، ۴۳ھ اور ۴۶ھ میں قسطنطنیہ پر حملے ہو چکے تھے، جب وہ پہلے لشکر میں شریک نہیں تھا تو حدیث شریف میں مذکور بشارت کا مستحق بھی نہیں، اس لئے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ کل جیش مدینۃ قیصر پر حملہ کرنے والا ہر لشکر بخشا ہوا ہے بلکہ فرمایا 'اول جیش' مدینہ قیصر پر حملہ کرنے والا پہلا لشکر بخشا ہوا ہے

یزید قسطنطنیہ کے بعد کے معرکہ میں بھی
برضا ورغبت شریک نہیں ہوا

تاریخ سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ یزید قسطنطنیہ کے مابعد کے معرکہ میں بھی برضا ورغبت شریک نہیں ہوا بلکہ اپنے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زبردستی سے شریک ہوا جیسا کہ تاریخ کامل ج ۳ ص ۳۱۳، ۳۱۴، ۴۹ھ، ۵۰ھ کے واقعات میں ہے۔ ذکر غزوة القسطنطينية في هذه السنة وقيل سنة خمسين سير معاوية جيشا كثيفا الى بلاد الروم للغزاة وجعل عليهم سفيان بن عوف وامر ابنه يزيد بالغزاة معهم فتثاقل واعتل فامسك عنه ابوه فاصاب الناس في غزاتهم جوع ومرض شديد فانشا يزيد يقول

ما ان ابالي بما لاقت جموعهم ... بالفرقدونة من حمى ومن موم

اذا اتكات على الانماط مرتفقا ... بدير مران عندي ام كلثوم

وام کلثوم امرأته وهي بنت عبداللہ بن عامر فبلغ

معاویۃ شعره فاقسم علیه لیلحقن بسفیان في ارض الروم

لیصیبه ما اصاب الناس فسار ومعه جمع کثیر اضافهم الیه

ابوه ۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۴۹ھ میں

کہا گیا ۵۰ھ میں ایک لشکر جزیرہ روم کی جانب روانہ کیا، حضرت سفیان

بن عوف رضی اللہ عنہ کو اس کا سپہ سالار بنایا اور یزید کو بھی لشکر کے ساتھ

جانے کا حکم دیا تو وہ حیلے بہانے کرنے لگا بیمار ہونے کا اظہار کیا اور لشکر

کے ساتھ نہیں گیا تو اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رک گئے

اس سفر میں مجاہدین اسلام بھوک پیاس اور زبردست مصیبتوں سے

دوچار ہوئے، جب یزید کو یہ خبر پہنچی تو اس نے شعر پڑھے جس میں اس

نے کہا فوج پر مقام فرقدونہ میں بخار، مرسام اور جو مصیبتیں آئیں مجھے

اس کی کوئی پرواہ نہیں، میں مقام دیرمران میں اونچی قالین پر بیٹھا ہوا

ہوں اور ام کلثوم (یزید کی بیوی) میرے ساتھ ہے، حضرت معاویہ رضی

اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے قسم کے ساتھ فرمایا کہ اس کو ضرور

ضرور امیر لشکر سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا جائے تاکہ

اسے اس مصیبتوں کا اندازہ ہو۔ عمدۃ القاری ج ۱۰ کتاب الجہاد والسیر
اور تاریخ کامل ذکر غزوۃ القسطنطنیۃ میں کی طرح مذکور ہے۔

عمدۃ القاری اور تاریخ کامل میں مذکور اس تفصیل سے یزید کا
کردار معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر یزید نے جہاد میں جانے سے بچنے
کے لئے بیماری کا بہانہ کیا مجاہدین کو تکلیفیں پہنچیں، وہ بیماریوں میں مبتلا
ہوئے تو اس نے ان کی تکلیف و بیماری پر خوشی کا اظہار کیا، جو شریعت
مطہرہ کی رو سے جائز نہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی
مصیبت پر خوشی کا اظہار کرنے سے منع فرمایا، امام بیہقی کی شعب الایمان
میں حدیث پاک ہے (حدیث نمبر ۲۵۰۷) عن واثلۃ بن الاسقع
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتظہر الشماتۃ
لاخیک فیرحمہ اللہ ویبتلیک ۔ ترجمہ سیدنا واثلہ بن اسقع
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا تم اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو، ورنہ اللہ تعالی
اس پر رحم فرمائے گا اور تمہیں اس میں مبتلا کردے گا۔ (شعب الایمان
للبیہقی، التاسع والثلاثون من شعب الایمان فصل فیما

وردمن الاخبار فی التشدید عنی من اقترض من عرض اخیه المسلم)

یزید نے اپنے والد کے حکم کی نافرمانی کی جو کہ کبیرہ ہے صحت سند ہونے کے باوجود بیماری کا بہانہ کیا یہ جھوٹ اور دوسرا گناہ ہے، بعد میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قسم دے کر جانے کا حکم فرمایا تو بادل ناخواستہ جنگ میں شریک ہوا اس طرح مجبوری کی حالت میں نہ چاہتے ہوئے جہاد میں شریک ہونے سے کیا امید کی جا سکتی ہے کہ اس عمل پر اسے ثواب حاصل ہوگا، جبکہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے انما الاعمال بالنیات ترجمہ بے شک تمام اعمال نیتوں سے معتبر ہوتے ہیں (صحیح بخاری شریف حدیث نمبر ۱، ص۲، ۲۵۲۹، ۳۸۹۸، ص۷۰، ۶۶۸۹، ۶۹۵۳)

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ای منقبۃ کانت لیزید وحاله مشہور ترجمہ یزید کے لئے کیا فضیلت ہو سکتی ہے؟ جب کہ اس کا حال مشہور ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۰ ص ۲۲۳)

اگر یہ بھی کہا جائے کہ واقعی یزید اپنی خوشی اور رغبت کے ساتھ لشکر میں شریک ہوا اور حدیث شریف کی رو سے مغفرت یافتہ ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا اس کے بعد کے گناہ بھی معاف ہو چکے؟ حدیث مدینہ قیصر کی شرح میں شارحین صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (مولود ۷۷۳ھ متوفی ۸۵۲ھ) اور علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ مغفرت کی خوشخبری اس شرط کے ساتھ ہے کہ اس لشکر میں شریک رہنے والا مغفرت کا اہل و مستحق ہو۔

عمدۃ القاری ج۰ ص ۲۲۲ میں ہے فان قلت قال صلی الله علیه وسلم فی حق هذا الجیش مغفور لهم قلت قیل لا یلزم من دخوله فی ذلک العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذ لا یختلف اهل العلم ان قوله صلی الله علیه وسلم "مغفور لهم" مشروط بان یکونوا من اهل المغفرة حتی لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذلک لم یدخل فی ذلک العموم فدل علی ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة

فیہ منہم گر یزید اس لشکر میں شامل رہا تب بھی وہ بعد کے برے اعمال کی وجہ سے اس عمومی بشارت سے خارج ہو گیا اس لئے کہ علماء امت اس مسئلہ میں متفق ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک "ان کی بخشش کر دی گئی" اس شرط کے ساتھ ہے کہ وہ مغفرت کے اہل ہوں حتی کہ اگر اس جنگ میں شریک رہنے والوں میں سے کوئی بعد میں اسلام سے پھر جاتا مرتد ہو جاتا العیاذ باللہ، تو وہ اس عمومی بشارت میں داخل نہیں ہوتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارشاد مبارک کا مطلب یہی ہے کہ اس جنگ میں شریک رہنے والے اس شخص کے لئے بخشش ہے جس میں مغفرت کی شرط پائی جائے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۰ ص ۲۲۳)

یزید کی حمایت کرنے والوں سے ایک سوال!

یزید کی حمایت کرنے والے جو قسطنطنیہ کے معرکے کے پہلے لشکر میں اس کے شریک ہونے کا دعویٰ کر کے اسے مغفرت یافتہ اور جنتی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ حقائق سامنے آ چکے کہ وہ پہلے لشکر میں شریک نہیں تھا تو کیا وہ اس پر کتاب و سنت کی کوئی دلیل لا سکتے

ہیں کہ جس نے اس کے بعد جو سنگین جرائم اور سیاہ کرتوت کئے ہیں جس
کی تفصیلات ہماری کتاب میں گذر چکی وہ سب کے سب گناہ مذکورہ
معرکہ میں شرکت کی وجہ سے معاف ہو چکے اس کی عنداللہ کوئی بازپرس
نہ ہوگی؟

حالانکہ صرف خیر کے کام دینے میں اس طرح کی درجنوں بشارتیں
احادیث شریفہ میں وارد ہیں جیسا کہ سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی غسل
میت ص۱۰۵ میں حدیث پاک ہے (حدیث نمبر ۱۴۶۲) عن علی قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غسل میتا وکفنہ
وحنطہ وحملہ وصلی علیہ ولم یفش علیہ مارای خرج من
خطیئتہ مثل یوم ولدتہ امہ ترجمہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے
کسی میت کو غسل دیا، اس کو کفن پہنایا، خوشبو لگائی، اس کے جنازے کو
کندھا دیا، اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس سے متعلق کوئی بات دیکھی
تو پھر اس کو ظاہر نہیں کیا تو وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک
ہو گیا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا۔

اسی طرح حج کرنے والے کے بارے میں ارشاد نبوی ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ ۔ ترجمہ: میں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے حج کیا اور فحش گوئی نہیں کی اور برا عمل نہیں کیا وہ اس دن کی طرح لوٹا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا۔ (صحیح بخاری شریف ج ا باب فضل الحج المبرور ص ۲۰۶ حدیث نمبر ۱۴۴۹)

نیز صحیح مسلم شریف میں روایت ہے (حدیث نمبر ۲۹۸۳) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافل الیتیم لہ اولغیرہ انا وھو کھاتین فی الجنۃ واشار مالک بالسبابۃ والوسطی، ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے طور پر یتیم کی ذمہ داری لینے والا یا دوسرے کیلئے کفیل بننے والا، میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح رہیں گے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے شہادت کی

انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا۔ (صحیح مسلم شریف، کتاب الزہد ج ۲ص ۴۱۱) اسطرح کی کئی ایک روایتیں ملتی ہیں جس میں بخشش ومغفرت کی بشارتیں وارد ہیں۔

کیا مذکورہ بالا بشارتیں اور دیگر احادیث شریفہ میں وارد گناہوں کی بخشش، دوزخ سے چھٹکارے کی خوشخبریوں کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ان مذکورہ اعمال کو انجام دینے کے بعد فرض نماز ترک کردے، شراب پی لے، چوری کرے، کسی پر ظلم کرے، کسی کو اذیت پہنچائے، کسی کو قتل کرے تب بھی اس کے سابقہ نیک عمل کی وجہ بعد والے تمام گناہوں کی بخشش ہوجائیگی؟ "نہیں" بلکہ ان اعمال حسنہ کی وجہ سے پہلے والے گناہ معاف ہوتے ہیں، پہلے کے اعمال کی وجہ بعد والے گناہ معاف نہیں ہوسکتے، ورنہ یہ کہنا پڑے گا کہ جس شخص نے حج کیا یا میت کو غسل دیا یا یتیم کی پرورش کی ذمہ داری لی وہ شخص اگر فرض نماز ترک کردے، شراب پی لے، چوری کرے، کسی پر ظلم کرے، کسی کو اذیت پہنچائے، کسی کو قتل کرے تو یہ اعمال بد اس کو نقصان نہیں پہنچاتے اس لئے کہ اس نے مذکورہ اعمال خیر کرلئے، حالانکہ اس طرح کی بات کوئی بھی

صاحب عقل سلیم نہیں کہہ سکتا، یہ خیال خام کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ اگر اس نظریہ کو صحیح قرار دیا جائے تو معاشرہ ظلم و استبداد سے خالی نہیں رہ سکتا۔

خلاصۂ بحث

الحاصل محدثین کرام حدیث شریف "اول جیش من امتی یغزون مدینة قیصر مغفور لھم" میری امت کا جو پہلا لشکر قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا وہ بخشا ہوا ہے۔ کی متعدد توجیہات بیان کی ہیں۔ ایک توجیہ یہ بیان کی ہے کہ مدینۂ قیصر سے مراد قسطنطنیہ نہیں بلکہ حمص ہے جو عہد نبوی میں روم کا دارالحکومت تھا جیسا کہ فتح الباری میں حدیث مذکور کی شرح کے تحت مذکور ہے اور یہ شہر خلافت فاروقی ۱۵ھ میں فتح ہوا جب کہ یزید پیدا بھی نہیں ہوا تھا، دیگر شارحین کے بقول اگر اس سے قسطنطنیہ ہی مراد لیا جائے تب بھی حدیث شریف میں وارد مغفرت کی بشارت کا وہ مستحق نہیں۔ کیونکہ قسطنطنیہ کے پہلے معرکہ میں یزید کی شرکت ثابت نہیں، جبکہ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ ۳۲ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کیا دوسرا حملہ ۴۳ھ میں حضرت بسر بن ارطاۃ رضی اللہ

عنہ نے کیا اور تیسرا حملہ ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما نے کیا، ان ابتدائی تین حملوں میں یزید شریک نہیں ہوا، یزید کی قسطنطنیہ کے معرکہ میں شریک رہنے سے متعلق کتب تاریخ میں چار اقوال ہیں ۴۹ھ، ۵۰ھ، ۵۲ھ اور ۵۵ھ۔ مذکورہ چار اقوال میں سے کسی بھی قول کو قابل ترجیح قرار دیا جائے تو یزید قسطنطنیہ کے پہلے معرکہ میں شریک ہونے والا نہیں قرار پاسکتا، کیونکہ حسب صراحت بالا ۳۲ھ، ۳۳ھ، ۳۲/۳۳ھ میں قسطنطنیہ پر حملے ہو چکے تھے لہذا یزید حدیث شریف میں وارد مغفرت وبشارت کا مستحق نہیں۔ وبہا اللہ التوفیق۔

اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی محبت سے ہمارے قلوب کو آباد رکھے، اور اہل بیت اطہار، صحابۂ کرام، بزرگان دین اور صالحین امت کی محبت والفت سے معمور فرمائے، ہمارے دین وایمان کو ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ ومامون رکھے اور تادم زیست کتاب وسنت پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ اجمعین